لطیفہ۱۲

صوف وخرقہ وغیرہ سے لباس مشائخ کے اقسام اور ہر ایک کے معنی اور مرید ومراد کے شرائط اور مقراض وطاقیہ کا تذکرہ

(اور بیان انواع لباس مشائخ از سوف وخرقہ وامثال آن ومعنی ہر یک وشرائط اردت مرید ومراد وذکر مقراض طاقیہ)

قال الاشرف:

الارادة وهی داعیة مختلفة فی الصدور مقدمة علی الافعال.

ترجمہ:۔حضرت اشرف جہانگیر سمنانی فرماتے ہیں کہ ارادت ایک داعیہ ہے مختلف النوع جو لوگوں کے سینوں میں ہوتا ہے اور یہ افعال پر مقدم ہے۔

اصحابِ ارادت پر واضح ہو کہ جب عنایتِ ربانی کی ہوا فضائے سجانی سے چلنا شروع ہوتی ہے اور دریائے وحدانیت سے شجرۂ ایمانی پر رحمت صمدانی کی بارش شروع ہوتی ہے تو باغِ دل تر وتازہ ہو جاتا ہے اور نہال ایمان میں حرکت وجنبش ہونے لگتی ہے تو اس وقت دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے اور دل میں طلبِ ارادت (مرید ہونے کی خواہش) پیدا ہوتی ہے اور انسان مبدا ومعاد کی جستجو میں مشغول ہو جاتا ہے پس اس وقت بادِعنایت ایزدی کے جھونکے اپنی آغوش میں لے کر کسی صاحب دل (مرشد) تک پہنچا دیتے ہیں تا کہ وہ اس کو قبول فرمالے۔

شعر

گر تو سنگ صخر وفا مرمر شووی
چون بصاحب دل رسی گوھر شو

ترجمہ:۔اگر تم سنگ خارہ ہو تو سنگ مرمر ہو جاؤ گے۔اگر کسی صاحب دل تک پہنچ جاؤ گے تو گوہر بن جاؤ گے۔

جب تم اس کی خدمت میں پہنچ جاؤ گے تو وہ شریعت کے حکمت خانہ سے تم کو شربتِ شفا پلائے گا اور طریقت کے دواخانہ سے وفا کی معجون مفرح کھلائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاهُوَ شِفَآءٌ	اور قرآن میں ہم وہ چیز نازل فرماتے ہیں
وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ [1]	جو رحمت اور شفا ہے ایمان والوں کے لئے۔

یہ شرعی دوائیں امراض جسمانی میں اعتدال اور امراض سے مقابلہ کی قوت پیدا کرتی ہیں اور طبیعت نفسانی کے قویٰ میں ہوائے روحانی کی جانب سے لطافت پیدا ہو جاتی ہے اور اگر اس کے خلاف ہوتا امراض جہالت سودا میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

[1] پ ۱۵ بنی اسرائیل ۸۲

شعر

علاج علت سرسام عنّابست ونیلوفر

توازسیرد عدس جوئی دوائی اوزہی سودا

ترجمہ:۔ سرسام کا علاج تو عناب اور نیلوفر سے کیا جاتا ہے تو بجائے اس کے اس کو لہسن اور مسور کھلا رہا ہے۔ کیا پاگل پن ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ مریدوں کا اولیائے روزگار کی ارادت میں داخل ہونے اور زمانہ کے اصفیا سے مستفید ہونے کا سرچشمہ یہ ارشاد خداوندی ہے:

یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْااتَّقُوااللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ [۱] — اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔

ایک دوسری آیت ہے:

یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ [۲] — ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

تفسیر قیامی میں لکھا ہے کہ الوسیلہ الی اللہ کے معنی فقراء و مشائخ کا تقرب ہے جیسا کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

من ارادان یجلس مع الانبیاء فلیجلس مع العلماء من ارادان یجلس مع اللہ فلیجلس مع الفقراء — جو یہ چاہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی مجلس میں بیٹھے پس اس کو چاہیئے کہ وہ علماء کے پاس بیٹھے اور جو خدا کے ساتھ بیٹھنا چاہتا ہے وہ فقرا کے ساتھ بیٹھے۔

اس ارشاد میں فقرا سے مراد مشائخ ہیں کہ یہی حضرات ضلالت کے صحرا میں ادھر ادھر پھرنے والوں کو سیدھے راستہ پر ڈال دیتے ہیں اور وادی جہل میں سرگرداں لوگوں کی ہدایت کرنے اور سیدھا راستہ دکھانے والے ہیں۔

جب ارادت کا ان دلائل سے ثبوت بہم پہنچ گیا تو پھر بیعت بھی لازم و واجب ہوگئی۔ اس لیے کہ ارادت تو بیعت کے بغیر ایک بے بنیاد وعدہ ہے۔

شعر

چو برہم دست در یاران نباشد

یقین میدان کہ آن پیمان نباشد

ترجمہ:۔ جب تک یاروں کا ہاتھ یار کے ہاتھ میں نہیں ہوتا۔ یقین کرلو کہ وہ عہد و پیمان نہیں ہے۔

اصحاب بیعت اور ارباب ارادت کی دلیل یہ آیت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

[۱] پ ۶ المائدہ ۳۵ [۲] پ

http://Ashrafi.org

اِنَّ الَّـــذِیْـــنَ یُبَــــایِـعُـوْنَکَ اِنَّـمَـــا	بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ
یُبَـــایِـعُـوْنَ الـلّٰـــهَ یَـدُ الـلّٰـهِ فَوْقَ	اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ان کے ہاتھوں پر
اَیْـدِیْهِـمْ فَـمَـنْ نَّـکَـثَ فَـاِنَّـمَـایَـنْـکُـثُ	اللہ کا ہاتھ ہے۔تو جس نے بیعت توڑی تو اس
عَـلٰـی نَـفْسِـهٖ وَمَـنْ اَوْفٰـی بِـمَـا	کا وبال اسی پر ہوگا اور جس نے اس عہد کو پورا
عٰهَـدَ عَـلَیْـــهُ الـلّٰـــهَ فَسَیُـؤْتِیْـــهِ	کیا جو اس نے اللہ سے کیا (تھا) تو عنقریب اللہ
اَجْرًا عَظِیْمًا [۱]	اسے بہت بڑا اجر دے گا۔

اس بیعت کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے اس کا دوسرا نام شجرہ المبایعۃ بھی ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرؒ انے فرمایا کہ ارادت دو طرح کی ہے ''ارادت صوری اور ارادت معنوی،، ارادت معنوی کے بارے میں تو کہا جا چکا ہے کہ وہ اس سلسلہ سلوک کا ایک فرض ہے اور اس درگاہ کے واجبات میں سے ہے اور ارادت ظاہری سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ استحسان مشائخ ہے اس لیے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اور متقدمین حضرات کے عہد میں سلسلہ بیعت اور سر منڈانے کا یہ طریقہ نہیں تھا۔ بعد میں اس کو مستحسن سمجھا گیا البتہ خرقہ کا دنیا عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی موجود تھا۔تم کو معلوم ہوگا کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خرقہ مبارک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا البتہ یہ بیعت قصر وحلق نہیں تھا۔قصر وحلق اور بیعت کا قاعدہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ کے عہد سے شروع ہوا ان کی نسبت کسی بدعت کا گمان ہرگز نہیں کیا جاسکتا کہ وہ متقدمین کے پیشوا اور قدوۃ کاملین تھے۔جب تک ان کو صحیح نقل نہیں ملی ہوگی انہوں نے اس سلسلہ کو شروع نہیں کیا ہوگا۔ بایں ہمہ صحیح یہ بات ہے کہ ارادت کا تعلق اور بیعت کرنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہمارے زمانہ تک مشائخ سے منقول اور ایک بزرگ سے دوسرے بزرگ تک سلسلہ بہ سلسلہ چلا آرہا ہے اور اولیٰ اور انسب یہی ہے کہ ارادت صوری کا تعلق ایسے شخص اور ایسی ذات سے قائم کیا جائے جو خدارسیدہ ہو اور بارگاہ الٰہی میں برگزیدہ ہو۔

شعر

ارادت باکسی آرای براور — کہ باشد ہمچو مادر آب دآذر
بگیر آن کف کہ دربحر ہوائی — بگیر دست تواز آشنائی

ترجمہ:۔ارادت ایسے شخص سے قائم کرنا چاہیئے جو ہماری طرح آگ اور پانی میں ہو۔اس شخص کا ہاتھ پکڑ (بیعت کر) جو سمندروں اور طوفان میں تجھے پہچان کر تیری دستگیری کرے۔

---

[۱] پ ۲۶ الفتح ۱۰

http://Ashrafi.org

اوراس برگزیدہ شخص کا سلسلہ اجازت مسلسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک بلافصل پہنچتا ہواگر اس کے سلسلۂ اجازت میں کہیں سے خلل ہو(وہ سلسلہ درمیان میں کہیں سے ٹوٹا ہو) تو ایسے شخص سے بیعت نہیں کرنی چاہیئے بلکہ جن کا سلسلۂ اجازت صحیح ہے ان سے بیعت کرنا درست ہےاوران کے ہاتھ پرتوبہ کرنا مناسب ہے خواہ وہ سرحد کمال تک نہ پہنچا ہو۔

حضرت شیخ خواجگی سے منقول ہے کہ ایسے خلفاء سے جن کا سلسلۂ ارادت ان مشائخ تک پہنچتا ہے بیعت کرنا زیادہ درست ہے اور دوسروں کوان کے احوال پر چھوڑ دے۔ان بزرگوں کے نام یہ ہیں۔شیخ حارث محاسبی، سیدالطائفہ جنید، شیخ ابومحمد رویم، شیخ ابوالعباس ابن عطاء شیخ عمروعثمان مکی قدس اللہ اسرارہم (ان حضرات کے سلسلہ کے خلفا سے بیعت کرنا زیادہ بہتر ہے) اس فقیر کے خیال میں ایسے سلسلہ میں بیعت کرنا اچھاہے جن کا تعلق ان چودہ مشہور خانوادوں سے ہےاوران کی اقتدارا ہم ہے۔انکے علاوہ ان سلسلوں میں بھی بیعت کی جاسکتی ہے۔جن کا سلسلہ ائمہ سادات تک پہنچتا ہے، یہ پسندیدہ اور مناسب ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ سلسلہ صحیح میں بیعت کرنے کا ایک خاص فائدہ یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ ان واسطوں کے درمیان بیعت کرنے والے شخص کا پیراس کی استمداد کی اہلیت نہیں رکھتا ہے تو اس سلسلہ میں انتہا تک کوئی نہ کوئی پیر ایسا ضرور ہوگا جو اس کی فریاد کو پہنچے گا اوراس کی مدد کرے گا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں منقول ہے۔کہ ایک شخص کو موت کے وقت ایک مشکل مرحلہ سے دوچار ہونا پڑا اس نے اپنے پیر کی طرف توجہ کی لیکن وہ پیراس مشکل کو حل نہ کرسکا تو اس نے اپنے پیر کی طرف رجوع کیا لیکن اس کے پیر سے بھی وہ مشکل مسئلہ حل نہ ہو سکا تو انہوں نے اپنے پیر سے رجوع کیا اوراس طرح سلسلہ بہ سلسلہ ہرایک اپنے پیر کی روحانیت سے رجوع کرتا رہا تا آنکہ روح مقدس وپرنور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ سلسلہ پہنچا اور سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس نے اس مرید کی دستگیری فرمائی اوراس کی مشکل کو حل فرمادیا۔(آپ کی ذات گرامی کونین کے غموں کو دور کرنے والی ہے) اسی طرح جب کبھی اصحاب طریقت کی راہ میں کوئی دشواری حائل ہوتی ہے تو پیراس کی مدد فرماتا ہے۔اوراگر وہ پیر مدد نہیں کرسکتا تو پھراس کا پیر مدد کرتا ہے جیسا کہ بعض مشائخ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر توبہ کی راہ میں کوئی خلل واقع ہوجاتا ہے تو بےشک اس کی مدد اس کا پیر کرتا ہے جس کے ہاتھ پراس نے توبہ کی ہے اوراگر وہ مدد نہیں کرسکتا تو پھر وہ مدد کرتا ہے جو اس سے بلند ہے یعنی اس کا پیر ہے اوراگر اس سے بھی اس مشکل کا حل ممکن نہیں ہوتا تو پھر یہ سلسلہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مدد فرماتے ہیں:

مثنوی

ہرکہ درین سلسلۂ خاندان　　　دست زدہ واصل جانانہ دان

رست ازین سلسلۂ روزگار سلسلہ یافت ززلف نگار
گرچہ درین سلسلۂ حلقہ سست بود، ہیچ مکن فرقہ
زانکہ سرحلقہ اورمحکم است کش بود آویختہ عالم کم است

ترجمہ:۔ جوکوئی اس سلسلہ خاندان سے وابستہ ہوگیا سمجھ لوکہ واصل جانا نہ ہوگیا یعنی محبوب حقیقی تک پہنچ گیا جس کے ہاتھ میں اس محبوب کی زلف آگئی وہ اس سلسلہ روزگار سے آزاد ہوگیا۔ اس سلسلہ (زنجیر) میں کوئی کڑی کمزور بھی ہوتو پرواہ نہیں ہے۔ کچھ فرق نہ سمجھو کہ اس زنجیر کا سرا اور پہلی کڑی تو بہت مضبوط ہے وہ پہلی کڑی ایسی ہے کہ اس سے تمام عالم بھی وابستہ ہوتو بھی بہت کم ہے۔ وہ اس سے زیادہ وزن کی متحمل ہوسکتی ہے۔

شرائط بیعت

حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ یہ سلسلہ وسائط مشائخ (مشائخ کے واسطوں کا سلسلہ) حضرت سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم سے تاابندم (ہمارے زمانہ تک) بہت طویل ہے۔ اوراس سے یہ راہ سلوک وطریقت بہت روشن ہوگئی ہے اوراس سے بہت سے فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت اخی علی مصری سے منقول ہے کہ اکابر کے واسطہ اور مشائخ کے سلسلے درمیان میں جس قدر زیادہ ہوں گے اتنی ہی یہ راہ روشن ہوگی اور اسی قدر فوائد حاصل ہوں گے۔ اور راہ سلوک آسان ہوگی۔ احادیث شریفہ کے سلسلہ میں اس کے برعکس ہے کہ جس احادیث کی اسناد میں جس قدر وسائط کم ہوں گے اتنی ہی وہ حدیث معتبر ہوگی اور صحیح تر ہوگی۔ جیسا کہ صحابۂ کرام نے فرمایا ہے کہ وسائط جس قدر زیادہ ہوں گے اتنا ہی تغیر کا احتمال زیادہ ہوگا۔ اس کے خلاف جس قدر خرقے زیادہ اور نور مشائخ سے نسبت زیادہ ہوگی اتنا ہی راستہ زیادہ روشن ہوگا۔

مثنوی

گرچہ شہ برلشکرسیارہ سر میکنداز راہ لطف خود گذر
لیک فوجی کہ درسرحد بود ازجماعت بیشتر وارد نظر

ترجمہ:۔ اگرچہ بادشاہ لشکر سیارہ سر پر اپنے لطف وکرم سے گزرتا ہے لیکن وہ فوجی جو سرحد پر کھڑا ہے وہ جماعت سے زیادہ نظر رکھتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ بیعت اس وقت تک درست نہیں ہوسکتی۔ جب تک شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیا جائے اور سر پر قینچی نہ چلائی جائے۔ (بال نہ کترے جائیں) اور شیخ سے خرقہ نہ پائے اگرچہ مقراض اور خرقہ کو لازمی شرائط میں شمار نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن سلسلہ صوفیہ میں اس کا استعمال اس کثرت سے ہوا ہے کہ اب اس کو کوئی ترک نہیں کرتا ہے۔ حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ منیری سے منقول ہے کہ مرید اس وقت تک کامل مرید نہیں بن سکتا جب تک شیخ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہ لے اور اس کے بال نہ کاٹے جائیں اور اس کو شیخ خرقہ عطا نہ فرمائے۔ خرقہ سے مراد ٹوپی اور ایک چادر یا کپڑا ہے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے تقریباً ان الفاظ

http://Ashrafi.org

میں فرمایا کہ حضرت شیخ احمد کنبوہ حضرت شیخ نظام الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طاقیہ کی درخواست کی حضرت نے ان کو طاقیہ (کلاہ جوعمامہ کے نیچے پہنا جاتا ہے) عنایت فرمادیا اور بیعت نہیں کی۔ جب حضرت شیخ نظام الدینؒ نے سفر آخرت اختیار فرمایا تو شیخ احمد حضرت شیخ نصیرالدینؒ (چراغ دہلی کی خدمت میں بیعت کے ارادہ سے حاضر ہوئے۔ تو انہوں نے فرمایا بس وہی کافی ہے۔ اس وقت جو صوفی حضرات وہاں موجود تھے۔ آپس میں بحث کرنے لگے کہ ان کو جو طاقیہ ملا ہے وہ محض تبرک ہے بغیر بیعت کے ارادت درست نہیں ہوتی۔ (یعنی شیخ احمد مرید نہیں ہیں) حضرت شیخ نصیرالدین محمود نے بھی ایسا ہی خیال ظاہر کیا۔ پھر دہلی کے اکابر اور دوسرے مکاتب صوفیہ سے اس سلسلہ میں رجوع کیا گیا۔ چنانچہ اس استفسار اور حضرات صوفیہ کی تصانیف ورسائل کے مطالعہ اور چھان بین کے بعد یہی بات قرار پائی کہ بغیر بیعت کے ارادت درست نہیں ہے" پس وہ کلاہ جو شیخ احمد کو دی گئی ہے وہ محض تبرک ہوگی۔

حضرت شیخ ابواسحاق جب شیخ عبداللہ خفیفؒ قدس سرہ کے مرید ہوئے تو صرف بیعت کی (خرقہ وکلاہ حاصل نہیں کیا) لیکن مقراض اور خرقہ بھی اہم امور میں سے ہے اور بعض ارباب تصوف اور مشائخ کا کہنا یہ ہے کہ بیعت ان تین چیزوں کا نام ہے اوّل مقراض یعنی سرمنڈ وانا یا بال کتر وانا، دوم پیر راہبر کا اقرار، سوم پیر سے خرقہ حاصل کرنا۔ کم ہو یا زیادہ (یعنی خرقہ کے کپڑے کم ہوں یا زیادہ ہوں) بعض مشائخ نے یہ بھی کہا ہے کہ سر کے صرف تین بال دوسیدھی طرف سے کہ علائق کونین سے قطع تعلق کی جانب اشارہ ہے کاٹ لینا چاہیئے اور ایک بال بائیں طرف سے جس سے وجود غیر سے قطع تعلق کیطرف اشارہ ہے۔ حضرت قدوۃ الکبراؒ نے فرمایا کہ بال لینے کے سلسلہ میں تعداد کا تعین کسی کتاب میں مذکور نہیں ہے۔ لیکن معمول یہ رہا ہے کہ مرید کے سر سے تین بال کاٹ لیتے ہیں اور اس سلسلہ میں قیاس یہ کیا جاتا ہے کہ طالب ومطلوب کے درمیان جو کثیف ترین پردے ہیں وہ یہ تین ہیں۔ اول خلق جو طاعت وعبادت میں حجاب بنتا ہے، دوم دنیا جو آخرت کا حجاب ہے، سوم عقبیٰ جو حجاب مولیٰ ہے پس جب مرید کے یہ تین بال لیے جاتے ہیں تو اس سے مراد ان تمام حجابات کا قطع کرنا ہوتا ہے۔ بعض مشائخ بجائے تین بالوں کے چار بال لیتے ہیں ایک بال پیشانی سے اور ایک ایک دائیں بائیں سے اور ایک گدی کی طرف سے ان چار بالوں کے قطع کرنے سے بھی انہی چار حجابات کا قطع کرنا ہوتا ہے۔ تین حجابات تو مذکور ہو چکے چوتھا حجاب نفس ہے یا اس سے مراد چار ترک کونین ہے (یعنی کونین کو بالکل ترک کردینا اس کے تمام لوازم کے ساتھ)

مثنوی

تانبّری چار تار موئے سر — چارتار یار کی گیری بسر
چار تارعشق گیروسازکن — پردہ راآنگہ زدل آغازکن
چار تاری یار کی آید بساز — گرنمانی گوش نفس خویش باز
چار تار یار گرآید بچنگ — بشنوی ازنغمۂ ہرموئے رنگ

ترجمہ:۔ جب تک تو سر کے یہ چار بال نہیں کاٹے گا تو دوست کے چار تار تجھے میسّر نہیں آسکیں۔گے پس عشق کے ان چار تاروں کو حاصل کر کے اس سے چار تارہ بنالے اور چار تارہ پر اپنا راگ چھیڑ دے۔لیکن دوست کا یہ چار تارہ (ساز) اس وقت تک نہیں چھڑ سکتا جب تک تو اپنے نفس کی گوشمالی نہیں کرے گا۔ جب دوست کا یہ چار تارہ چھڑ جائے گا تو اس کے ہر تار سے ''رنگ،، کا نغمہ پیدا ہوگا۔

مقراض کی ابتداء کا ذکر

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے یہاں جب کوئی پیدا ہوتا تو آپ اس کو کسی نہ کسی کسب میں مشغول فرمادیتے تھے یہاں تک کہ آپ کے یہاں شیث علیہ السلام پیدا ہوئے۔ ابتدائے عمر ہی سے حضرت شیث (علیہ السلام) کی عادت یہ تھی کہ وہ مخلوق سے الگ تھلک رہتے اور زمانہ کی پابندیوں سے خود کو آزاد رکھتے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے ان کو اس طرف راغب پایا تو سوچ میں پڑ گئے کہ ان کو کس کسب میں مشغول کروں وہ اسی فکر میں تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا الشیث صوفی (شیث صوفی ہے) اس کے بعد حضرت شیث علیہ السلام کو خلوت میں بٹھادیا گیا۔ ان کی خلوت نشینی کا ہر طرف شہرہ ہوگیا اور پھر یہ شہرت اس درجہ پر پہنچ گئی کہ وہ مرجع خلائق بن گئے لوگ آپ کی زیارت کے لیے ٹوٹے پڑتے تھے اور آپ سے فوائد حاصل کرتے تھے جب لوگوں کا آنا جانا اس طرح حد سے بڑھ گیا تو جبرئیل علیہ السلام پھر تشریف لائے اور حضرت شیث علیہ السلام کو مقراض دی اور کہا اب جو کوئی محبت اور دوستی کا تعلق تم سے پیدا کرنا چاہے اس قینچی سے اس کے سر کے بال کاٹ لینا تاکہ تمہارے اور اس کے درمیان اتحاد کی علامت بن جائے۔

مثنوی

کسی کو در جہاں خلوت نشین بشد　　دراو مجمع اصناف دین شد
وگر چون موئ حکمش برسر آمد　　کہ گیرد موئ فرق کش درآمد
گرفتہ موئ ازفرق خلائق　　کہ مشعر گشت برقطع خلائق

ترجمہ:۔ جب کوئی خلوت نشین ہو جاتا ہے تو اس کے مجمع میں دین کو اضافہ ہوتا ہے اور جو کوئی اس کے حکم کے بال سر پر رکھ لیتا ہے یعنی حکم مان لیتا ہے تو سر کے بال اس کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتے۔ خلائق کے سر سے بال اتار کر ثابت کیا جاتا ہے کہ قطع خلائق کیا گیا ہے۔

مقراض قطع کا آلہ ہے یعنی پیر مرید کو اس مقراض کے ذریعہ غیر سے منقطع کردیتا ہے۔ حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ بعض اوقات تین بال سیدھی طرف کے اور کبھی بائیں طرف کے اور کبھی پیشانی سے کاٹ لیتے تھے۔ یہی سلطان المشائخ کا معمول تھا۔ لیکن اگر امراء وسلاطین حلقہ ارادت میں داخل ہوں تو بجائے سر کے بالوں کے ان کی موچھوں کے بال لیے جائیں۔ یہی اولیٰ ہے اور ان کے گلے میں دستار ڈال دی جائے۔ جس سے

http://Ashrafi.org

یہ ظاہر ہو کہ یہ بندہ گنہ گار جو اپنے آقا سے بھاگا ہوا تھا۔ اب اس کی بارگاہ میں (خطا کاروں کی طرح) حاضر ہو رہا ہے اور اپنے نفس کی گردن کو شریعت کی قید میں مقید کر رہا ہے اور اب باری تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشائخ کی پناہ کا خواہاں ہے اس طرح شر نفس اور شیاطین سے پناہ طلب کرتا ہے۔

مثنوی

گریزد بندہ گراز خداوند بصحرا سرنہدز آرام گاہی
چوخواہد آمدن برخواجۂ خویش بصاحب دولتی جوید پناہی
رسن در گردن اندازد بیارد بہ پیش خواجہ وخواہد گواہی

ترجمہ:۔ جو بندہ خداوند کریم سے گریز کرتا ہو وہ اپنا سر صحرا کی آرامگاہ میں رکھتا ہے لیکن اگر وہ اپنے خواجہ و آقا کے حضور آنا چاہے تو پیرومرشد کے ہاں پناہ حاصل کرے۔ گلے میں رسی ڈال کر آئے اور اپنے خواجہ کے سامنے توبہ کرے اور گواہی دے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ مرید کے سر پر کلاہ چار تر کی رکھی جائے اس کلاہ میں تکمہ ہونا چاہیئے کہ یہ تکمہ اشارہ ہے اس نقطۂ وحدت کی طرف یعنی چار چیزوں کو ترک کر کے وہ نقطۂ وحدت پر آ گیا ہے اور اپنے اعیان ثابتہ کے نقطہ نظر پر پہنچ گیا ہے اور یہ بات مرید منتہی کے منصب اور مرتبہ سے نسبت رکھتی ہے کہ وہی اس کا اہل ہے اگر مرید قابل سعادت اور افادت کے لائق ہے تو اس کو اپنی کلاہ عنایت فرما دے ورنہ عام صورت میں اپنے سر سے مس کر کے اس کو اڑھا دے اور وہ مرید شیخ کے تمام اصحاب اور حاضرین مجلس سے مصافحہ کرے، پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں دوگانہ ادا کرے۔ یہ شکرانہ اس سلسلہ میں ہے کہ اس کو توبہ کی دولت حاصل ہوئی اور شیخ کی دست بوسی کی نعمت میسر آئی اگر مرید اس لائق ہے کہ وحدت کا کام (کار وحدت) کر سکتا ہے تو اس کے مناسب حال کوئی خدمت اس کے سپرد کر دی جائے۔ اور اگر وہ شیخ کے ہاتھ پر صرف توبہ ہی کرنا چاہتا تھا اور بیعت سے اس کا مقصود صرف توبہ کرنا تھا تو یہ بھی ایک گرانمایہ اور عظیم سعادت ہے اور بہت ہی خوشگوار دولت ہے۔

شعر

سری باید کہ پوشد تاج دولت
بری شاید کہ بیند زیب وحشمت

ترجمہ:۔ تاج پہننے کے لئے موزوں اور مناسب سر ہونا چاہیئے اور زیب وحشمت کے لئے مناسب جسم درکار ہے۔

جب کوئی مرید ارادت کے لیے حضرت پیرومرشد کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور ارادت کا نام لیتا تھا تو حضرت اس سے بہت بچتے تھے اور آپ کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا تھا اور فرماتے تھے آج کل مرید کہاں ہے

http://Ashrafi.org

اگر کوئی مرید تھا تو حلقۂ مریدان جہاں کے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور پیروں اور مرشدوں کے سردار سرورکونین اصلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تھی اور ان کے بعد چند اور دوسرے حضرات متقدمین میں تھے۔ جو ارادت کی حدوں تک پہنچے تھے چونکہ آپ کے خدام عظام نے آپ کے زبان سے متعدد بار یہ بات سنی تھی اس لیے جب کوئی طالب ارادت خدمت میں حاضر ہوتا تھا تو اس کو سمجھا دیا جاتا تھا کہ (ارادت کے بجائے) توبہ کی التماس کرے۔ جب آپ کے گوش مبارک میں توبہ کا نام پہنچتا تو آپ حد درجہ مسرور ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے بھائی آ ؤ۔ آ ؤ۔ ہم تم مل کر توبہ کریں اور ہم تم کہ بحرِ عصیاں میں غرقاب ہیں توبہ کر کے ساحلِ بخشش تک پہنچ جائیں، جیسا کہ مجذوت شیرازی (حافظ) نے کہا ہے

شعر

نبال بلبل اگر بامنت سر یاریست
کہ مادو عاشق زاریم وکار ما زاریست
(آ عندلیب مل کے کریں آہ وزاریاں ۔۔۔تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل)

فرماتے تھے کہ اس بیعت میں ایک فائدہ اصل اور سرمایہ کل یہ حاصل ہوتا ہے کہ اس طرح ایک مغفور کا ہاتھ اس وسیلہ سے حاصل ہو جائے جو ایک بدکار کی مغفرت اور ایک زشت کار کی آمرزش کا موجب بن جائے۔

شعر

چہ بہت زین کہ از ایصال دستی
بدست آرد سعادت نیکبختی

ترجمہ:۔ کتنا اچھا ہے کہ ایسے ہاتھ سے اتصال کے نتیجے میں نیک بختی کی سعادت ہاتھ آ جائے۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ اس زمانہ کے مرید اس زمانہ کے پیروں سے اچھے ہیں کیونکہ مرید کا بیعت سے مقصود دین کا استفادہ ہے (حصول دین ہے) اور بیشتر پیروں کا مقصود مرید کرنے سے اس کمینی دنیا کا حصول ہے اور فرق صاف ظاہر ہے۔ (کہ دونوں میں کون بہتر ہے)۔

عطائے کلاہ وخرقہ

حضرت قدوۃ الکبراؒ نے ارشاد فرمایا کہ کلاہ سر سوائے مرید قابل کے اور اپنا خرقہ جز مرید کامل کے کسی اور کو نہیں دینا چاہیئے کیونکہ تاج شاہی کی قدر و قیمت اور شاہی خلعت کے اسرار ہر بے سروپا کی سمجھ میں نہیں آ سکتے

شعر

نباشد ہر سری در خورو تاجی
نیابد ہر بری زیب دواجی

ترجمہ:۔ ہر ایک سر تاج کے قابل نہیں ہوتا اور ہر ایک جسم پر قبا خوبصورت نہیں معلوم ہوتی۔

کہتے ہیں کہ حضرت شیخ زین الدین خوانی کا بیان ہے کہ جب میں مصر سے نکل کر بغداد پہنچا تو وہ طاقیہ جو شیخ نورالدین عبدالرحمٰن اسفرائیتی نے مجھے عطا کی تھی اور بہت سے اکابر کے سرپر رہ چکی تھی۔ میرے پاس تھی۔ بغداد میں میری ملاقات پیر تاج گیلانی سے ہوئی انہوں نے یہ طاقیہ مجھ سے طلب کی۔ چنانچہ جیسا کہ فقیروں اور درویشوں کا دستور ہے (کہ سائل کے سوال کو رد نہیں کرتے) میں نے وہ طاقیہ ان کو دے دی۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ طاقیہ مجھ سے فریاد کر رہی ہے اور ان بزرگوں کے نام بتا رہی ہے جن کے سروں پر وہ رہی تھی کہ میں فلاں کے سرپر رہی ہوں اور فلاں بزرگ نے مجھے استعمال کیا ہے اور آج تم نے مجھے مٹے نوش کے سرپر رکھ دیا جو ہر وقت شراب نوشی میں مشغول رہتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو میں اپنے ایک مرید کو ساتھ لے کر اس طاقیہ کو حاصل کرنے کے لیے نکلا۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہ اس وقت میخانہ میں ہے اور شراب پینے میں مشغول ہے۔ چنانچہ میں وہاں پہنچ گیا۔ لوگوں نے مجھے بتایا کہ فلاں کمرہ میں ہے جب اس کمرہ میں پہنچے تو دیکھا کہ وہ بدمست پڑا ہوا ہے اور وہ طاقیہ اس کے سر پر موجود ہے۔ میرے ھمراہی نے کہا آپ باہر چلیں میں ٹوپی کو اس کے سر سے اتار کر لاتا ہوں۔ میں باہر چلا آیا، چنانچہ میرے ہمراہی نے وہ طاقیہ اس کے سر سے اتار لی اور کمرہ کا دروازہ باہر سے بند کر دیا اور طاقیہ لے کر میرے پاش آیا کہتے ہیں کہ آخر عمر میں اس کو ایک ایسی دوا پینے کو مل گئی (کسی پیر کی نظر اس پر پڑ گئی) کہ تین روز تک مدہوش پڑا رہا۔ عالم غیبت میں رہا۔ جب عالم غیبت سے ہوش میں آیا تو ایک سال تک مطلقاً کسی سے بات نہیں کی اگرچہ اس نے اس تاج کرامت کی قدر نہیں کی۔ لیکن پھر بھی اس کو کچھ نہ کچھ مل گیا۔

مثنوی

گلی کز دوست آید چون نبوئی — رساند بوئ خود از نیکخوئی
کسی کش از دماغ پاک بوید — زگلزار دو عالم دست شوید

ترجمہ:۔ وہ پھول جو دوست سے حاصل ہوا ہے اگر تو اس کو نہیں سونگھتا پھر بھی وہ اپنی نیک خوئی سے تجھے اپنی خوشبو پہنچائے گا اور جو کوئی پاکیزہ دماغ کے ساتھ اس کو سونگھ لے گا تو پھر دونوں عالم کے باغ اس کے لئے بے کار ہیں۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ طریقت کے اشغال کی طلب اپنے پیر سے کرنا چاہیئے اور راہ سلوک کی راہنمائی اسی سے حاصل کرنا چاہیئے۔ البتہ اگر پیر معذور ہوں فقدان حال کی وجہ سے یا مرید اور شیخ کے درمیان بعد مسافت ہو یا راستہ طے کرنا دشوار ہو یا پیر کا وصال ہو گیا ہو تو دوسرے پیر کی طلب کی جا سکتی ہے لیکن اولیٰ اور انسب یہی ہے کہ پیر بیعت وارشاد ایک ہی ہو۔ خود پیر کی رضا مندی حاصل کر کے دوسرے شیخ کی طرف بھی رجوع کیا جا سکتا ہے۔ بعض حضرات نے ایسا کیا ہے۔ جیسا کہ ہم لطیفہ رآداب میں بیان کر چکے ہیں۔

قطعہ

خدایک دل نہاد درسرد تن — کہ بریک یار بندی دل بہنجار

نہ بہر آنکہ دل صدپارہ سازی وہی ہر پارہ ازبہر صدیار

ترجمہ:۔خداوندتعالٰی نے سروتن کے ساتھ ایک ہی دل عطا فرمایا ہے تاکہ تم ایک ہی دوست سے دل کو لگاؤ دل اس لیئے نہیں ہے کہ اس کے سوٹکڑے کر کے سو یاروں میں ایک ایک ٹکڑا تقسیم کردو۔

ہرچند کہ شیوخ نامداراورا کابر روزگار میں یہ مقولہ مشہور رہا ہے کہ ''ارادت یکجاونعمت صدجا، لیکن ان لوگوں کو ایسے لوگوں سے کیا نسبت جن کو شیخ اول ہی سے دولت حاصل ہوئی ہے اوراسی کے توسط سے دولت اخروی سے بہرہ اندوز ہوئے ہیں۔

شعر

چہ نسبت درمیان این وآنست کہ فرقی اززمین تا آسمانست

ترجمہ:۔ان کے اوراُن کے درمیان کیا نسبت، کیونکہ ان کے مابین توزمین وآسمان کا فرق ہے۔

بایں ہمہ مشائخ روزگار نے متعدد اکابر سے بھی کسب فیض کیا ہے جیسا کہ حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے ہیں کہ مجھے ۱۱۴ مشائخ سے یہ نعمت ارشاد حاصل ہوئی ہے اورطائفہ صوفیہ میں سے خواہ دور یا نزدیک جس کسی کے بارے میں یہ سنا گیا کہ صاحب بصیرت ہے میں نے اس کی صحبت حاصل کی ہے اورشرف دیدار حاصل کیا لیکن ان تمام فیاض وبرکات کو میں نے حضرت مخدومی شیخ علاؤالدین گنج نبات قدس سرہٗ) کا طفیل سمجھا اوران ہی کی دولت وسعادت کا ایک حصّہ جانا۔

قطعہ

کرم ازاز ہمایٔ استخوانی رسیدہ ازطفیل شاہ باراست

خورد گرتشنۂ ازجویٔ آبی زدریا دیدہ ادزان جان نوازاست

ترجمہ:۔ہما کی ہڈیوں کو جو برابر کرم پہنچا وہ شاہباز کے طفیل سے پہنچا ہے۔پیاسے نے اگر نہر سے پانی پیا تو یہ اس جان نواز دریا کا ہی پانی ہے۔

خدا کی قسم اگر میرے جسم کا ہر بال زبان بن جائے اور ہر زبان کو ہزاروں بیان مل جائیں تب بھی میں اپنی اس دولت سرمدی اورحشمت ابدی کا ذرا سا بھی شکرانہ ادانہ کرسکوں۔

ہرسرموگر زبان گردد ہرزبان درخوربیان گردد

سرموی بیان شکرانہ نتوانم چوصدلسان گردد

الحمدللہ ان تمام مشائخ سے ہم نے فرزندعزیز نورالعین کے لئے دولت حاصل کی ہے اوران سب حضرات نے ان کے حق میں دُعاء کی ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ مشائخ روزگار سے منقول اورصوفیہ نامدار کا معمول ہے کہ جب انہوں نے

http://Ashrafi.org

اپنے کسی مرید کی پرواز کی صلاحیت کو غیر معمولی پایا ہے تو انہوں نے خود دوسرے شیخ کی طرف رجوع کرنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے تا کہ وہ (دوسرا شیخ) اس مرید کو سیر وسلوک کی انتہا تک پہنچا دے جیسا کہ ابھی ذکر کیا جا چکا ہے۔

حضرت شیخ طہٰ حضرت شیخ اسماعیل سمنانی کی خدمت میں منازل سلوک طے کر رہے تھے اور بہت سی منازل طریقت کو ان کی خدمت میں رہ کر قطع کر لیا تھا۔ لیکن جب شیخ اسمٰعیلؒ نے ملاحظہ فرمایا کہ شیخ طہٰ کا ظرف قابلیت بہت وسیع ہے تو ان کو لے کر حضرت قدوۃ الکبراؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی بہت زیادہ سفارش کی اور کہا کہ آپ شیخ طہٰ کی تربیت میں کبھی بھی دریغ نہ فرمائیں گے اور میری یہی آخری گذارش ہے حضرت قدوۃ الکبراؒ نے حضرت شیخ اسمٰعیل کے ارشاد کے بموجب شیخ طہٰ کی تربیت میں بھرپور کوشش فرمائی حضرت فرمایا کرتے تھے کہ فرزند طہٰ سمنان کی یادگار ہے یہ گوہر نفیس مجھے سمنان کے معدن لطیف سے ہاتھ آیا ہے لہٰذا اس کی پرداخت اور تربیت میں کوئی کوتاہی میں نے نہیں کی ہے۔

مثنوی

کسی کو را باحسان یار جانی ۔۔۔ فرستد از دل وجان ارمغانی
بباید داشتن ازنیک خوئی ۔۔۔ بہ نیکوتر مکان ازتازہ روئی

ترجمہ:۔ جب کوئی کسی کو دوست جانی دل وجان سے تحفہ دیتا ہے تو اسے نیک خوئی سے اچھے مکان میں تازہ روئی کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔

منقول ہے کہ حضرت شیخ محمد بابا سماسی قدس سرہ نے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کو حضرت میر کلال قدس سرہٗ کے سپرد فرماتے ہوئے ارشاد کیا تھا کہ میرے اس فرزند بہاؤ والدین کی تربیت اور شفقت میں کوئی کوتاہی نہ کرنا اگر تم نے اس سلسلہ میں کوئی کوتاہی کی تو میں تم کو معاف نہیں کروں گا۔

حضرت میر کلال نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں مرد نہیں اگر میں خواجہ کی اس وصیت میں ذرا بھی کوتاہی کروں۔ جب حضرت خواجہ بہاؤ الدین جوان ہوئے تو حضرت میر کلال نے حضرت خواجہ محمد سماسی کے ارشاد کے بموجب ان کی بھرپور تربیت فرمائی اور ایک دن مجمع عام میں خواجہ بہاء الدین نقشبند کو طلب فرمایا اور ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے فرزند بہاء الدین میں نے حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ کی وصیت اور ان کے ارشاد کو تمہارے حق میں پورا کر دیا اس کے بعد اپنے سینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں نے اپنی چھاتیوں کو تمہارے لیے خشک کر دیا (جو کچھ میرے سینہ میں موجود تھا تم کو پہنچا دیا) اب تمہاری روحانیت کا مرغ بشریت کے بیضہ سے باہر آ گیا ہے (بشریت کی ظلمت تمہارے وجود سے نکل چکی ہے) چونکہ تمہارا مرغ بہت بلند پرواز ہے اب میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ تمہارے دماغ میں جہاں کی خوشبو بسی ہے خواہ وہ ترک میں ہو یا تاجیک میں وہاں سے مزید رشد وہدایت حاصل کرو اور اس حصول میں ذرا بھی دریغ نہ کرنا۔ یعنی

اب تم کو کسی اور مرشد سے رجوع کرنا چاہیئے میرے پاس جو کچھ دولت طریقت تھی وہ میں نے تم کو دے دی چنانچہ حضرت شیخ بہاء الدین نقشبند ترک مشائخ میں سے ایک بزرگ شیخ قثم کی خدمت میں کچھ عرصہ رہے۔اس کے بعد سمنان تشریف لائے اور سمنان میں شیخ علاء الدولہ سمنانی کے ایک خلیفہ کی خدمت میں رہ کر کسب فیض فرمایا۔حضرت قدوۃ الکبریٰؒ فرماتے تھے کہ شیخ کے حضور میں پہنچ کر ارادت حاصل کرنا اور بیعت سے بہرہ مند ہونا کچھ اور ہی بات ہے (یعنی بہتر اور اعلیٰ طریقہ یہ ہے کہ شیخ کی خدمت میں پہنچ کر بیعت کرے اور حلقہ ارادت میں شامل ہو) لیکن اکثر بزرگوں اور حضرات شیوخ نے دور دراز جگہوں سے دوسرے مقامات پر کلاہ ارادت بھیجی ہے (ایسا بھی ہوا ہے کہ شیخ اور مرید کے درمیان بعد مسافت ہے اور مرید نے خواہش کی ہے۔ چنانچہ شیخ نے اس کو کلاہ ارادت وہاں سے بھیج دی ہے) اور باوجود دوری کے خرقۂ اجازت سے بھی نامزد کر دیا ہے۔

طبقات الصوفیہ میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت شیخ نجیب الدین علی بزغش طریقت کی تکمیل اور تعلیم تصوف کی دولت جب حضرت شیخ الشیوخ (حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی) سے حاصل کر چکے اور شیراز واپس ہوئے تو شیخ الشیوخ نے شیخ نجیب الدین بزغش اور شیخ شمس الدین کو (جنھوں نے ایک دوسرے سے استفادہ کیا تھا) چالیس ٹوپیاں مرحمت فرمائیں۔ ہر ایک ٹوپی پر شیراز کے کسی ایک بزرگ اور شیخ کا نام لکھا ہوا تھا اور کہا کہ جب تم لوگ شیراز پہنچو تو سب سے پہلا کام یہ کرنا کہ یہ ٹوپیاں ہر اس شخص کو پہنچا دینا جس جس کا نام اس پر تحریر ہے۔ پھر کسی دوسرے کام کی طرف متوجہ ہونا چنانچہ ان حضرات نے ایسا ہی کیا۔

اسی طرح یہ واقعہ بھی منقول ہے کہ شیخ ابوالوفا نے بھی اپنی کلاہ شیخ علی ہیتی کے ہاتھ سے شیخ جاگیر کو بھیجی تھی اور ان کو اپنے پاس آنے کی زحمت نہیں دی اور کلاہ ارسال کرتے وقت فرمایا کہ میں نے خداوند تعالیٰ سے یہ درخواست کی تھی کہ شیخ جاگیر کو میرے مریدوں میں داخل فرمادے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو مجھے عنایت فرمادیا۔اس قسم کی اور بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ مشائخ نے اپنے مریدوں اور طالبوں کو کلاہ ارادت اور خرقہ اجازت دور دراز مقامات سے ارسال کیے ہیں۔اور اس طریقہ پر عمل کیا ہے۔پس ان حضرات کا عمل ہمارے لیے ایک دلیل ہے۔

بچپن میں مرید کرنا

ایک دن بچوں کو داخل ارادت کرنے کے بارے میں گفتگو ہوئی تو حضرت قدوۃ الکبریٰؒ نے فرمایا کہ بچوں کی ارادت یہ ہے کہ ان کے باپ اپنے بچوں کو جس شیخ کا چاہیں مرید کرادیں۔ ایسی ارادت جائز ہے اس کا قیاس اسلام قبول کرنے کے سلسلہ پر کرنا چاہیئے کہ باپ کے ساتھ بچے بھی اسلام قبول کر لیتے ہیں اور کسی ہوشمند بچے کا مرتد ہونا بھی اسی طرح درست ہے جیسے اس کا اسلام لانا اس پر جبر کیا جائے لیکن اسے قتل نہ کیا جائے پس جب ان کا اسلام لانا درست ہے تو اسی طرح بیعت کرنا بھی درست ہے۔ حضرات مشائخ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ کا قیاس اس مسئلہ نکاح پر کرنا چاہیئے جس کا تعلق ولی سے ہے۔ جب کمسن کے ولی کا کرایا ہوا نکاح درست ہے یعنی اگر باپ نے اپنے بیٹے کا نکاح اپنی ولایت میں کر دیا ہے تو بیٹے کے

http://Ashrafi.org

بالغ ہونے پر بھی وہ نکاح فسخ نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر باپ کے علاوہ کسی اور نے جیسے چچا وغیرہ نے کر دیا ہے تو بلوغ پر اس کو اس نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار ہے پس یہاں بھی یہی حکم ہے کہ اگر کسی بچہ کے باپ نے اپنے بیٹے کو کسی شیخ کا مرید کرادیا ہے تو بالغ ہونے کے بعد اس کو فسخ بیعت کا اختیار نہیں ہے ہاں اگر باپ کے علاوہ ایسا ہوا ہے تو وہ بیعت کا اعادہ کرسکتا ہے۔

بیعت ہر طبقہ سے لینا چاہیئے

حضرت قدوۃ الکبراؒ نے فرمایا کہ بعض مشائخ روز گار اور صوفیہ صافی کردار جوانمرد اور صاحب ہمت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں جو صالح اور نیک کردار ہوتے ہیں لیکن اس فقیر کا خیال یہ ہے کہ ہر رذیل شریف اور ادنی واعلیٰ سے خواہ وہ کسی طبقہ سے ہوں اس طائفہ عالیہ کو بیعت میں قبول کر لینا چاہیئے اور جو لوگ توبہ کرنا چاہتے ہوں

مثنوی

بیارندگی چون درافتادمیغ ندارد زبوم وبرآبی دریغ

کہ ہرکن کہ اواہل احسان بود برد نیک وبدہردویکساں بود

ترجمہ:۔ جب بادل برسنے پر آتا ہے تو زمین ہو یا پانی ہر جگہ برستا ہے اسی طرح جو کوئی صاحب احسان ہوتا ہے اس کا رویہ ہر نیک وبد کے ساتھ یکساں ہوتا ہے۔

حق تعالیٰ غفّار ہے اور مشائخ کرام صفت غفّاری کے مظہر ہیں۔ اسی طرح ان کا ایک لازمی وصف ستّاری اور عیب پوشی بھی ہے۔ پس جو کوئی مہربانی اور رحمت سجانی کو فاجروں اور بدکاروں سے دور رکھتا ہے وہ شیوخت کے منصب سے عہدہ برآ نہیں ہوتا۔

مشوتا توانی زرحمت بری کہ رحمت برندت چورحمت بری

ترجمہ:۔ جہاں تک ہوسکے رحمت سے بری نہ ہو کہ اگر رحمت سے گریز کرے گا تو رحمت سے محروم ہو جائے گا۔

جب پہلی مرتبہ رایات علائی واعلام فقرائی کا نزول ظفر آباد میں ہوا ''اللہ تعالیٰ اس شہر کو آفتوں سے محفوظ رکھے،، تو حضرت شیخ حاجی چراغ ہند اور قدوۃ الکبرا کے درمیان جامع مسجد ظفر خان میں اتفاقاً ملاقات ہوئی۔ یہ دونوں حضرات وہاں تشریف فرما تھے کہ چوروں اور ڈاکوؤں کی ایک جماعت وہاں آئی یہ لوگ چوری اور ڈکیتی میں بہت مشہور تھے انہوں نے حضرت قدوۃ الکبرا کے سامنے داخل ارادت ہونے کی درخواست کی اور اس پر مصر ہوئے۔ حضرت قدوۃ الکبراؒ نے ازراہ انکسار حاجی چراغ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ ان لوگوں کو اپنے مریدوں میں داخل کر لیجئے۔ انہوں نے فرمایا کہ ارادت نام ہے توبہ کا اور یہ لوگ توبہ کرتے نہیں ہیں۔ پس یہ ارادت میں کس طرح داخل ہوسکتے ہیں اس سلسلہ میں باہم بہت کچھ اصرار ہوا (حاجی چراغ ہند کسی طرح راضی نہیں ہوئے) تب حضرت قدوۃ الکبراؒ نے فرمایا کہ ہم جوانمرد لوگ ہیں اور سائل کو اپنے دروازہ سے

ناامید واپس نہیں کرتے ہیں۔ پھران لوگوں سے کہا کہ آگے بڑھوتا کہ ہم تم کو اپنی بیعت وارادت میں داخل کریں۔ ان لوگوں نے اپنے ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دیئے جیسے ہی حضرت نے ان میں سے ہر ایک کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لیا وہ لرز گئے اور توبہ واستغفار کرنے لگے جب خود انہوں نے توبہ کی استدعا کی تو حضرت نے ان میں سے ہر ایک کو توبہ کرائی ان کے سر پر ٹوپی رکھی اور ان کے بال تراشے جب حق تعالیٰ نے ان کو شرف ارادت سے مشرف کرایا تو بیعت کی برکت سے سلوک کی توفیق ان کو حاصل ہوئی اور اپنے زمانہ کے مشہور مشائخ اور بزرگان طریقت میں ان کا شمار ہونے لگا۔

گہ آری خلیلی زبتخانہ کنی آشنائی زبیگانہ

ترجمہ:۔ کبھی بت خانہ حضرت خلیل جیسے خدا دوست کو پیدا کرتا ہے اور ایک بیگانہ کو اپنا آشنا بنا دیتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرمایا کرتے تھے کہ ہم اس وقت تک کسی کو مرید نہیں کرتے۔ جب تک لوح محفوظ میں اپنے مریدوں کی فہرست میں اس کا نام نہیں دیکھ لیتے۔ اور کسی کے ہاتھ میں اس وقت تک اپنا ہاتھ نہیں دیتے ہیں جب تک مغفورین میں اس کا نام لکھا نہیں پاتے۔ آپ بعض مریدوں کی نسبت فرمایا کرتے تھے۔ کہ تم اور تمہاری دو تین پشتوں تک ہم نے (ارادت میں) قبول کر لیا ہے۔ ان ملفوظات کا جامع اور مولف (حاجی نظام غریب یمنی) حضرت کا ہمرکاب تھا۔ اس وقت جزائر فلسطین میں بعض لوگوں نے فرنگیوں کے ڈر سے پوشیدہ طور پر حضرت کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا اور کافی تعداد میں بیعت سے مشرف ہونے کے لئے آئے۔ حضرت نے از راہ ترحم ان سے فرمایا کہ تم کو اور تمہارے بیٹوں اور پوتوں تک کو ہم نے قبول کر لیا ہے، چنانچہ ان لوگوں کی اولاد نے بھی اس ارادت کو پورا کیا۔ (وہ اس خاندان میں رہے)

نظم

میان ماوشما عہد در ازل رفتست هزار سال برآید همان نخستینی
مرا یقین است کہ بر تختۂ عقیدہ خویش بجائے مہر رخ من دگر تو ننگزینی

ترجمہ:۔ ہمارے اور تمہارے درمیان ازل سے یہ عہد ہو چکا ہے، ہزاروں سال گذرنے کے باوجود بھی وہی اولیت ہے مجھے یقین ہے کہ اپنے عقیدہ کے مطابق تم میرے رخ کے علاوہ کسی اور کو نہیں دیکھو گے۔

حضرت قدوۃ الکبرا کبھی کبھی از روئے لطف وکرم وفور جذبات کے وقت احباب سے تقریباً یوں فرما دیا کرتے تھے کہ اشرف جہانگیرام کم از شیخ جاگیر نیستم (یعنی میں اشرف جہانگیر ہوں میں شیخ جاگیر سے کم تہیں ہوں) جن کا یہ قول ہے ”میں اس وقت تک کسی سے عہد نہیں لیتا جب تک میں اس کا نام لوح محفوظ میں نہیں دیکھ لیتا۔ کہ میرے مریدوں میں اس کا نام مرقوم ہے جن کی مغفرت کا وعدہ کیا جا چکا ہے،، اور یہ قول بھی ہے ”مجھے ایسی کاٹ کرتی ہوئی گزرنے والی تلوار دی گئی ہے جس کے ایک طرف مشرق اور ایک طرف مغرب ہے اگر میں پہاڑ کی طرف اشارہ کردوں تو وہ بھی

ریزہ ریزہ ہوجائے۔،، پھر حضرت قدوۃ الکبرا نے حالت وجد میں یہ اشعار فرمائے۔

قطعہ

گرہمائی ہمتم ازہم کشاید بال وپر — بیضۂ گردون بود درزیر بالم استخوان
بادشاہان چون نشینند برسریر سلطنت — گرنہ باشد برسرشان سایہ من سائبان

ترجمہ:۔ ہمائے ہمت اگر اپنے بال و پر کھولے تو آسمان میرے پروں کے نیچے آجائے، بادشاہ تخت شاہی پر کس طرح بیٹھ سکتے ہیں اگر ان کے سروں پر میرا سایہ نہ ہو۔

باباحسین خادم اور مولانا عزیز الدین شجرہ نویس۔ شیخ یحییٰ کلاہ دار خدمت میں موجود تھے۔ جبکہ ۷۷۷ھ میں روح آباد میں عید الفطر آئی۔ چند دن میں اطراف واکناف سے تقریباً دس ہزار افراد شرف ارادت کے حصول سے مشرف ہوئے۔ ان مذکور الصدر لوگوں نے معمول اور قاعدہ کے مطابق ان تمام مریدوں میں سے ہر ایک کا نام مریدوں کے دفتر میں تحریر کیا۔ کئی دفتر بھر گئے۔ مذکورہ بالا خدام نے مریدوں کے دفاتر کی کثرت اور بہتات کے بارے میں عرض کیا اور کہا کہ اب تو ان دفتروں کی نگہداشت دشوار ہوگئی ہے آپ نے حکم دیا کہ مریدوں کے تمام دفتر میرے پاس لاؤ چنانچہ تعمیل ارشاد کی گئی آپ نے خود اپنے دست مبارک میں وہ دفتر لیے اور ان سب دفتروں کو دھوڈالا اور فرمایا کہ ہم نے اپنے تمام مریدوں کے اعمال نامے دھودیئے ہیں اور ان کے نام مغفرت پانے والوں کے دفتروں میں لکھ دیئے ہیں اور ہم نے حق تعالیٰ سے یہ دعا کی ہے کہ مشرق سے مغرب تک شمال سے جنوب تک کوئی شہر اور کوئی زمین ایسی باقی نہ رہے جہاں اشرف کے مرید موجود نہ ہوں۔ اور اس فقیر کے خلفاء دوزخ کا منہ نہ دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے میری یہ استدعا اپنی عنایت بے غایت سے قبول فرمالی ہے۔

شعر از سکندر نامہ

ہرآنچہ ازخدا خواستم زین قیاس — خدا واد برداد کردم سپاس

ترجمہ:۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے اس قسم کی جس قدر خواہشیں کی ہیں اس نے اپنے لطف وکرم سے ان کو قبول کرلیا ہے۔

عورتوں کی بیعت کا معاملہ

حضرت قدوۃ الکبراؒ نے فرمایا کہ مشائخ صوفیہ اور اس طائفہ علیہ نے عورتوں کو بھی بیعت کیا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ جو مشائخ میں جاری وساری ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ [۱] — تو انہیں بیعت فرمالیا کریں اور ان کیلئے اللہ سے استغفار فرمائیں بے شک اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

۱؎ پ ۲۸ الممتحنہ۱۲

http://Ashrafi.org

عورتوں کو بیعت کرنے کی کیفیت حدیث شریف میں اس طرح مذکور ہے۔ بے شک جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے بیعت لیتے تھے تو بیعت کرنے والی عورتیں پانی سے بھرا ہوا پیالہ لے کر حاضر ہوتیں اور وہ اپنا ہاتھ اس پیالہ میں ڈالتیں۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک اس پانی میں ڈالتے اور عورتیں پردہ کے پیچھے بیٹھی ہوئی ہوتی تھیں:

انہ کان اذابایع النساء دعابقدح من ماءٍ فغمس ایدیھن فیہ غمس رسول اللّٰہ علیہ وسلم یدہ فیہ جالساً من وراء الحجاب.

مشائخ کرام بھی سنت کے مطابق عورتوں کو مرید کرتے تھے۔ اس فقیر کے نزدیک عورت کی بیعت سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو نصیحت پردہ پوشی کی جائے اور اگر کسی عورت کو یہ خواہش ہو تو اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ سامنے نہ آئے اور پردہ میں بیٹھے۔

سکندر نامہ

چہ خوش گفت جمشید بازای زن — کہ در پردہ یا گور بہ جائ زن

زنی کو نماید بہ بیگانہ روئ — ندار وشکوہ خودوشرم شوئ

ترجمہ:۔ جمشید نے کیا عمدہ بات کہی ہے کہ عورت کی جگہ پردے میں یا قبر میں بہتر ہے جو عورت نامحرم کو منہ دکھاتی ہے۔ اس کی نہ عظمت باقی رہتی ہے اور نہ شرم وحیا۔

عورت کو مرید کرتے وقت نماز وروزہ کی تاکید کرنی چاہیئے اور شوہر کی رضا جوئی اور رضا طلبی کی اس کو ترغیب دیں تاکہ عورت اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے اور زیب وزینت کر کے خوش گوئی کے ساتھ شوہر کا استقبال کرے۔ شوہر کی خاطر جوئی ایک ایسی عبادت ہے کہ کوئی ورد یا وظیفہ اس کے برابر نہیں ہوسکتا۔ یہ باتیں ان عورتوں کے بارے میں کہی گئی ہیں جو زیور وزینت کی طرف رغبت رکھتی ہیں۔ ورنہ بعض عورتوں کو حق تعالیٰ نے کشف واقعات میں ایسا مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ بہت سے اصحاب سلوک کشف واقعات میں ان کے دست نگر رہے ہیں۔ اور ان کا مرتبہ بہت سے اللہ والوں سے بھی دوچند تھا۔ جیسا کہ صاحب فتوحات (محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا ہے۔ ''یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہ مردوں کے بارے میں ہے البتہ کبھی کبھی ان میں عورتیں بھی شامل ہو جاتی ہیں۔ لیکن باعتبار تغلب مردوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں چند ابدال بھی ہیں۔ جب دریافت کیا گیا کہ ابدال کتنے ہیں تو کہا کہ چالیس نفوس۔ جب کہا گیا کہ آپ نے چالیس نفوس کہا ہے آپ نے چالیس افراد کا لفظ کیوں نہیں استعمال کیا تو فرمایا کہ ان میں اکثر عورتیں بھی ابدال گزری ہیں۔،،

حضرت شیخ عبدالرحمٰن سلمی صاحب طبقات الصوفیہ نے ''نساء عابدات وعورات عارفات،، کے احوال میں ایک جداگانہ تذکرہ لکھا ہے اور اس میں کافی شرح وبسط کے ساتھ ان کے حالات بیان کیئے ہیں۔

http://Ashrafi.org

قال بعضھم ولو کان لنساء کماذ کرنا لفضلت اللنساء علے الرجال.
(بعضوں نے کہا ہے اگر ایسی عورتیں ہوں جن کا ذکر کیا گیا ہے تو وہ مردوں سے زیادہ بزرگ ہوں گی)

شعر

فلا التانیث لاسم الشمس عیب
ولا التذکیر فخر للھلال

ترجمہ: شمس کا اسم مؤنث ہونا عیب نہیں ہے لیکن ہلال کے لئے مذکر ہونا قابل فخر نہیں ہے۔

چنانچہ ایسی صالح عورتوں میں ایک حضرت رابعہ عدویہ ہیں۔ شیخ سفیان ثوری ان سے بہت سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے ان کے پاس جایا کرتے تھے اور ان کے مواعظ سننے کا ان کو بہت شوق تھا۔ ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوری ان کی خدمت میں گئے اور ان سے دریافت کیا کہ سلامتی کیا ہے؟ یہ سوال سن کر رابعہ عدویہ رونے لگیں۔ سفیان نے دریافت کیا کہ آپ کس بات پر رونے لگیں تو انہوں نے کہا کہ میں اس سلامتی سے تنگ آچکی ہوں۔

حضرت بی بی رابعہ بصری اور حضرت فاطمہ منکوحہ شیخ سلطان احمد خضرویہ کے فضائل اور مجاہدات آفتاب سے زیادہ مشہور ہیں جیسا کہ شرائط وآداب میں گذر چکا ہے اور طبقات میں بیان کیا گیا ہے۔ حضرت امّ احسان اہل کوفہ میں ایک زاہدہ خاتون تھیں۔ حضرت سفیان ثوری ان کی خدمت میں بھی گئے ہیں بعض کہتے ہیں کہ ان (امّ احسان) کے زہد وعبادت کی بناء پر حضرت سفیان نے ان سے نکاح کرنا چاہا تھا۔ سفیان ثوری کہتے ہیں کہ میں ایک بار ان کے گھر میں پہنچا تو ان کے یہاں چٹائی کے ایک ٹکڑے کے سوا اور کوئی چیز نہیں تھی اور وہ بھی پرانی چٹائی تھی۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر تمہارے چچاز اد بھائیوں کو ایک رقعہ لکھ کر بھیج دیا جائے تو وہ یقیناً تمہارا خیال کریں گے (اور سامان خانہ داری فراہم کردیں گے) انہوں نے مجھے جواب دیا اے سفیان میرے دل اور میری نظر میں تو اس سے بھی بہت بلند خیال موجود ہے جو تم نے کہا۔ میں دنیا کا جب اس ہستی سے سوال نہیں کرتی جو اس دنیا پر متصرف ہے اور اس کا مالک ہے تو پھر کسی اور سے کیا سوال کروں جو اس پر تصرف اور قدرت نہیں رکھتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرؒا نے فرمایا کہ اگرچہ عورتیں بھی بلند مراتب پر پہنچی ہیں لیکن ان سے مریدوں کی تربیت نہیں ہوسکی ہے (لوگ ان کے مرید نہیں ہوئے) اس لیے کہ ان کا پردہ اس چیز میں حائل اور اس کے منافی ہے۔ جس طرح کہ نبوت کے مرتبہ پر کوئی عورت نہیں پہنچ سکی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ بعض مشائخ نے ان سے استفادہ کیا ہے اور معارف وحقائق حاصل کئے ہیں۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں بیان فرماتے ہیں کہ میں کئی سال تک فاطمہ بنت المثنی کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا ہوں اور ان کی عمر غالباً ۹۵ سال سے کچھ زیادہ ہی ہوگی پھر بھی مجھے شرم آتی تھی کہ میں ان کے چہرہ پر نظر ڈالوں ان کو ایک نظر دیکھوں اس عمر میں ان کے چہرہ کی تازگی اور نازکی کا یہ عالم تھا کہ کہتے ہیں کہ

http://Ashrafi.org

جو کوئی ان کو دیکھتا تھا وہ ان کو چودہ سال کا سمجھتا تھا۔ ان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ عجیب ہی معاملہ تھا وہ مجھے ان تمام لوگوں میں جو ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے زیادہ بہتر سمجھتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے اس شخص کی مانند کسی کو نہیں دیکھا۔ جب وہ یہاں آتا ہے تو اپنے تمام اوصاف و کمالات کے ساتھ یہاں آتا ہے اور باہر کچھ بھی نہیں چھوڑ کر آتا اور جب یہاں سے جاتا ہے تو بہت کچھ ساتھ لے جاتا ہے اور میرے سامنے کچھ چھوڑ کر نہیں جاتا۔

حضرت شیخ اکبرؒ فرماتے ہیں کہ وہ کہا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے فاتحہ الکتاب کو مجھے مشغول رکھنے اور میری خدمت بجالانے کا حکم دیا ہے۔ لیکن خدا کی قسم یہ فاتحہ الکتاب،، اللہ تعالیٰ سے میری مشغولیت میں مانع ہو کر اپنی طرف مجھے کبھی نہ مشغول کر سکی۔ اور میرا حجاب نہ بن سکی۔ ایک دن کچھ مشائخ آپ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ضعیفہ آپ کی خدمت میں آئی اور کہا کہ میرا شوہر فلاں شہر میں ہے اور وہاں وہ دوسری شادی کرنا چاہتا ہے۔ فاطمہؒ نے کہا کہ تو چاہتی ہے کہ تیرا شوہر واپس آجائے۔ اس نے کہا ہاں۔ میں نے فاطمہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے مادر محترم! آپ سُن رہی ہیں کہ یہ عورت کیا چاہتی ہے انہوں نے فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو! میں نے کہا کہ اس عورت کا مقصد پورا ہونا چاہیئے۔ انہوں نے فوراً فاتحہ الکتاب سے کہا کہ اے فاتحہ الکتاب! جاؤ اور فوراً اس کے شوہر کو لے آؤ۔ یہ کہہ کر انہوں نے فوراً فاتح الکتاب کو پڑھنا شروع کر دیا (سورۃ فاتحہ) اور ان کے ساتھ میں بھی پڑھنے لگا۔ میں سمجھ گیا کہ انہوں نے سورہ فاتحہ کو پڑھ کر کوئی صورت پیدا کی ہے اور اس صورت کو اس عورت کے شوہر کو لانے کے لیے بھیجا ہے۔ چنانچہ بھیجتے وقت انہوں نے کہا کہ اے فاتحۃ الکتاب فلاں شہر میں جاؤ اور جہاں اس عورت کے شوہر کو دیکھنا اس کو نہ چھوڑنا۔ جب تک یہاں نہ لے آؤ۔ چنانچہ فاتحہ کے بھیجنے کے بعد اس کے شوہر کے آنے میں بس اتنا وقت صرف ہوا جتنا اس مسافت کے قطع کرنے میں صرف ہوتا۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ نے فرمایا کہ بیٹے کی ارادت باپ سے اولی اور آخریٰ ہے کہ بیٹے کے پیکر عنصری اور ہیکل جسمانی کی پرورش اس سے ثابت اور لازم ہے۔ پس اگر وہ طریقت کی تربیت بھی کرے تو دو حق جمع اور دو نسبتیں باہم محقق ہو جائیں گی۔ اس طرح اگر کوئی باپ بیٹے کا مرید ہو جائے تو یہ بھی جائز ہے چنانچہ جب حضرت شیخ احمد ابدال کو اللہ تعالیٰ نے توفیق سلوک عطا فرمائی اور وہ حضرت شیخ ابواسحاق شامی کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے تو جب شیخ مرید ہو کر واپس آئے تو انہوں نے اپنے والد کے میخانہ کے ظروف توڑنا شروع کر دیے اور میخانہ کا دروازہ خوب مضبوط بند کر دیا تو ان کے والد محل کی چھت پر چڑھے اور بالا خانہ کے ایک بڑے سوراخ سے ان پر نیچے پتھر پھینکنا شروع کیے تو وہ سوراخ رفتہ رفتہ تنگ ہونا شروع ہو گیا۔ جب خواجہ احمد ابدال کے والد نے اپنے بیٹے کی یہ کرامت دیکھی تو اسی وقت ان کے ہاتھ پر توبہ کر لی اور ان کے مرید ہو گئے اور اس قسم کی اور بھی مثالیں ہیں کہ لوگ اپنے بیٹوں کے مرید ہو گئے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے کہ جس پر چاہے نوازش کرے۔ ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشآءَ۔

مرید حقیقت میں مراد ہے

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ جو کوئی مرید ہے وہ حقیقت میں مراد ہے اس لیے کہ وہ مراد حق نہ ہوتا تو مرشد اس کو خلعت ارادت عطا نہ فرماتا۔ پس مرید و مراد میں فرق اتنا ہے کہ مرید مبتدی ہے اور مراد منتہی۔ مرید متحمل ہے اور مراد محمول ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۱؎ اے میرے رب میرے لئے میرا سینہ کشادہ فرمادے۔

اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فرمایا گیا:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ۲؎ (اے محبوب) کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا (مبارک) سینہ (علم وحکمت اور نور معرفت کیلئے) کشادہ نہ فرمایا۔

یا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا:

رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ اے میرے رب مجھے اپنی ذات دکھا۔ میں تجھے دیکھوں

قَالَ لَنْ تَرٰنِیْ ۳؎ فرمایا تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے

حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا:

اَلَمْ تَرَاِلیٰ رَبِّکَ ۴؎ کیا آپ نے اپنے رب (کی قدرت) کو نہ دیکھا

اس طرح مرید راہ رو ہے اور مراد منزل رسیدہ ہے۔ پس ایک راہ رو منزل رسیدہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

مرید کے لیے چار چیزیں ضروری ہیں

منقول ہے کہ مرید حقیقی میں چار چیزیں ہونی چاہئیں تاکہ وہ حقیقی مرید بن سکے۔

۱۔ مرض وصحت دونوں اس کے لئے یکساں ہوں اور ہر حال میں راضی برضائے الٰہی رہے۔

۲۔ فقر وغنا اس کی نظر میں برابر ہوں۔

۳۔ مخلوق کی مدح وذم دونوں کو یکساں سمجھے۔

۴۔ بہشت ودوزخ دونوں اس کے لئے برابر ہوں۔

چنانچہ ایک مرید کا مقولہ ہے کہ میں کونین سے سوائے اُس کے اور کچھ نہیں چاہتا ہوں۔

مرید کو ارادت خود نہیں ہوتی (بلکہ توفیق الٰہی سے اس میں پیدا ہوتی ہے) اور مرید قائم بخود ہے لیکن مراد قائم بحق ہے (یہی ان دونوں میں فرق ہے)

منقول ہے کہ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی سے دریافت کیا گیا کہ درویش کو کم سے کم کیا چیز مطلوب ہونا چاہیئے جس کے باعث اس پر فقرد ارادت صادق آنے آپ نے فرمایا اس میں تین چیزیں ہونا چاہیئے اور

۱؎ پ ۱۶ طٰہٰ ۲۵ ۲؎ پ ۳۰ الم نشرح ۱ ۳؎ پ ۹ الاعراف ۱۴۳ ۴؎ پ ۱۹ الفرقان ۴۵

http://Ashrafi.org

ان تین سے کم نہ ہونا چاہیئے۔

۱۔ پیوند درست لگا سکے۔۲۔ سچ بات سن سکےاور کہہ سکے۔۳۔ سیدھا پاؤں زمین پر رکھ سکے۔

اس وقت حاضرین میں کچھ درویش بھی موجود تھے۔ جب ان باتوں کو سن کر یہ لوگ اپنے مقام پر واپس آئے تو آپس میں کہنے لگے کہ آؤ اس موضوع پر ایک دوسرے سے کچھ گفتگو کریں۔ چنانچہ ہر ایک نے کچھ نہ کچھ اس سلسلہ میں کہا۔ جب شیخ علی ہجویری (داتا گنج بخش) کی بولنے کی باری آئی تو آپ نے کہا

۱۔ درست پیوند لگانے سے مراد یہ ہے کہ پیوند فقر کی نیت سے لگائے، زینت کے خیال سے نہ لگائے اگر فقر کی نیت سے پیوند لگائے گا اور اگر وہ نادرست بھی لگ گیا تو حسن نیّت کے باعث وہ درست ہوگا۔

۲۔ سچ بات سننے اور کہنے سے مراد یہ ہے کہ حال سے سنے خودی سے نہ سنے اور نیت وحق اور ذکر و وجد کو اس میں صرف کرے نہ بہر منزل (یعنی حق رسی سے اس میں تصرف کرے نہ کہ خوش طبعی اور مزاح کے طور پر) اور اس بات کو عقل سے نہیں بلکہ حقیقت زندگی کے ساتھ سمجھے۔

۳۔ سیدھا پاؤں زمین پر رکھنے سے مراد یہ ہے کہ پاؤں جب زمین پر مارے تو وجد کے ساتھ مارے لہو ولعب کے طور پر نہ مارے۔

شیخ ہجویری کی اس توضیح کو ان کی عدم موجودگی میں شیخ ابوالقاسم گرگانی سے بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس نے درست کہا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اسکی جزا عطا فرمائے۔

خرقہ پہنانا

حضرت قدوۃ الکبرا نے خرقہ پہنانے کے سلسلہ میں فرمایا:

الخرقه علامة العشاق وهيبة على الفساق خرقہ عاشقوں کی علامت ہے اور فاسقوں کے لیے ایک ہیبت ہے۔)

خرقہ پہنانا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور تمام مشائخ کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بارگاہ صمدیت سے خرقہ لے کر آئے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چار ٹکڑے کر دیئے تھے۔ ایک قطعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک ٹکڑا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اور ایک حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کو اور ایک قطعہ حضرت علی مرتضیٰ ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور وصیت فرمائی کہ اس کی حفاظت کرو، حاجت کے وقت اس کو نکالو، ایک دن سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چاروں حضرات سے وہ قطعات طلب فرمائے۔ اصحاب مذکور میں سے تین حضرات نے یہ ٹکڑے تلاش کئے لیکن ان کو نہیں ملے حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور چاروں قطعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہوا کہ اے علی تم کو مبارک ہو، پہنو اور دوسروں کو پہناؤ۔

http://Ashrafi.org

نزدل خرقہ کا سبب طائفہ مشائخ نے ایک اور بھی بیان کیا ہے، جیسا کہ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا ہے کہ جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے سفر سے واپس تشریف لائے تو آپ کے سر پر ''درہ التاج،، درخشاں تھا۔ جو بہشت میں آپ کو عطا ہوا تھا اور خزانہ الٰہی سے ایک خلعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنایا گیا تھا۔ جب آپ نے وہ خلعت خاص پہنا تو خاطر شریف میں یہ خیال گزرا کہ میرے امتیوں کو بھی اس خلعت خاص سے بہرہ اندوزی حاصل ہوتو کیا ہی خوب ہو چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس خلعت خاص سے آپ کے امتیوں کو بھی حصہ ملے گا۔ ایک شرط اس کے لیے مقرر کی جاتی ہے جو کوئی اس شرط کو پورا کرے گا وہی اس خلعت کیلیے سزادار ہوگا۔ اس کے بعد انہوں نے شرطِ معین پر ظاہر فرمادی۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی سیر سے دنیا میں واپس تشریف لائے تو اصحاب کرام پر یہ بات ظاہر فرمائی اور فرمایا کہ چاروں اصحاب کرام میں وہ کون ہے جو رموز کنوز الٰہی اور درِّ مکتوم لامتناہی کے بارے میں بات کریگا چنانچہ پہلے آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر تم کو یہ خرقہ پہنایا جائے تو تم کیا کروگے انہوں نے جواب دیا کہ میں رہ صدق وصفا میں اس کی آخری حدوں تک جاؤں گا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ میں عدالت کا ایک وقیقہ بھی فروگذاشت نہیں کروں گا۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ میں حیا کی بارش سے کشت زار روزگار کو سیراب کروں گا پھر حضرت علی مرتضٰی سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ چونکہ خرقہ نفس کا پردہ پوش ہے لہٰذا سزاوار یہ ہے کہ اس سے ستر عیوب کا کام لیا جائے۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی یہ خرقہ تم کو مبارک ہو کہ اس کی شرط یہی تھی جو تم نے بیان کی۔

مثنوی

چوخرقہ آمداز ستّار عیوب ۔۔۔ بسوئ خانقاہ شیخ محبوب
مریدان رابتوفیق خلافت ۔۔۔ نویدی داد باعزوکرامت
کہ من باہر کسی از رہ خطابی ۔۔۔ سوالی میکنم گوید جوابی
مراور اخرقہ تشریف دادار ۔۔۔ بپو شانم برائ شیخ ستار

ترجمہ:۔ستارِعیوب کی بارگاسے پیارے محبوب کی بارگاہ میں جب خرقہ آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توفیق خلافت کی بنا پر بڑے عزت واحترام کے ساتھ اپنے اصحاب سے اس کی خوشخبری سنائی اور فرمایا کہ میں ہر ایک سے ایک سوال کرتا ہوں جو کوئی اس کا صحیح جواب دیگا تو دادار اعظم پروردگار عالم کا یہ خرقہ اس کو عطا کروں گا۔ جو عیب پوش شیخ ہوگا۔ (اس کی صراحت اوپر گذر چکی ہے)

http://Ashrafi.org

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ سات قسم کا خرقہ پہنا جاتا ہے۔

۱۔صوف ۔۲۔ملمعہ ۔۳مرقع ۔۴۔کبود۔۵۔سیاہ۔۶۔سفید۔۷۔ہزار میخی

۱۔صوف

سب سے پہلے جس نے صوف (اون) کا لباس پہنا وہ حضرت آدم علیہ السلام تھے کہ جب وہ بہشت سے دنیا میں تشریف لائے تو ہدیہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ایک گوسفندان کے پاس بھیجی۔اس کے بالوں کو حضرت حوّا نے کاتا اور حضرت آدم نے اس اون سے کپڑا بُن کر پہنا۔آپ کے بعد حضرت یحییٰ وحضرت موسیٰ علیہ السلام وحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون یا صوف کا لباس پہنا اور صوفی کی اسی صوف سے نسبت کامل ہے۔صوف کے تمام حروف کے معانی مشہور ہیں۔پس جو کوئی اس معانی سے بہرہ ور ہے وہ اس کا سزاوار ہے (ص سے صبر و سے وفا عہد اور فا سے فقر) وہ مبتدی مرید جو صوف پوش ہے اس کو چاہیئے کہ وہ ریاضت اور کثرت مجاہدہ میں کوشش بلیغ بجالائے تاکہ یہ صفات اس میں بدرجہ کمال سرایت کر جائیں۔اگر یہ صفات اس میں نہیں ہیں تو پھر وہ ایک اسم بغیر مسمیٰ ہے (وہ نام اس پر صادق نہیں آئے گا) پھر وہ صاحب خرقہ نہیں بلکہ خرقہ کا طفیلی ہوگا۔البتہ وہ حضرات جنھوں نے اپنے جسموں کو مجاہدہ کی بھٹی میں اور کی آگ سے گداختہ کیا ہے اور جنھوں نے اپنے نفسانی وحیوانی خواہشات کے آلات کو لذایذ سے روک لیا ہے۔اور جسم وجان اور خانمان کو اس راہ پر فنا کر چکے ہیں اور جن کا:

موتو اقبل ان تموتوا مرجاؤ تم مرنے سے پہلے۔

پر عمل ہے اور وہ لوگ جنھوں نے اپنے نفوس کو لذتوں اور شہوتوں، بیویوں، غذاؤں اور پینے کی چیزوں (ماکولات مشروبات اور ملبوسات) سے ہماری خاطر روک لیا ہے۔یقیناً ان کو ہم اپنا راستہ دکھا دیں گے یعنی اپنی ذات تک پہنچنے کا راستہ۔

مثنوی

ای صوفی صافی گہر، مہر وچنین بے سروپا از جسم وجان اندر گزر پی ہر دو شو جویان ما

مانند عیسیٰ ای پسر بکشائ بال وپروپر خوش پرشواز دام زمین بر چرخ وبر کیوان ما

ترجمہ:۔اے صوفی صافی گہر بغیر سر اور پاؤں کے ایسے چلتا جا کہ جسم وجاں سے گذر جا اور ان دونوں کے بغیر بھی ہمارے متلاشیوں میں ہو جا حضرت عیسیٰ کی طرح اے بیٹے اپنے بال وپر کھول لے اور خوبصورت پروں کے ساتھ پرواز کرتا ہوا زمین کی قید سے نکل کر ہمارے آسمان پر آجا۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اس فقیر کے نزدیک وہ جامہ جس کا تعلق عادت سے ہے (یعنی عادتاً جو لباس پہنا جاتا ہے) اس کا اعتبار نہیں ہے اس لیے کہ جامہ اور خرقہ عین شخص نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک عرض (قائم بالغیر) ہے جس کا تعلق جوہر وجود سے ہے جس وقت تمام اعضا اور جوارح انسان اس خاکدان (دنیا) میں مرنے کے بعد چھوڑ جاتا ہے تو پھر ان کا کیا اعتبار رہتا ہے۔ ایک معیّن لباس کا پہننا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ابھی اسباب فانی کی طرف میلان باقی ہے اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ ابھی وہ ظاہر کو نہیں چھوڑ سکا ہے اور

ترک عادت نہیں ہوسکا۔ پس جو کوئی اس مرتبہ پر ہوتا ہے اس کو خام کہا جاتا ہے:

قال الاشرف لیس الحجاب بین العبدو المعبود سوی العادت الطبیعة

حضرت اشرف فرماتے ہیں کہ عبد اور معبود کے درمیان عادت اور طبیعت کے سوا اور کوئی حجاب نہیں ہے۔

قال الاشرف لیس الوصول الیٰ اللّٰہ مالم یخرق العاداۃ

حضرت اشرف فرماتے ہیں کہ اس وقت تک وصول الی اللہ میسر نہیں ہوسکتا جب تک عادات (طبیعہ) کو ترک نہ کیا جائے۔

۱۔ جامۂ غیر معین

شاہ شجاع کرمانی رحمہ اللہ علیہ جو ایک ولی اللہ تھے ہمیشہ غیر مخصوص لباس پہنا کرتے تھے یہ فقیر (اشرف سمنانی) جس وقت حضرت مخدوم عالم و پیشوائے بنی آدم شیخ علاؤالدین (گنج نبات) قدس اللہ سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت کی ظاہری اور باطنی نظر سے نوازا گیا۔ حضرت نے طرح طرح کے لباس مجھ مرحمت فرمائے میں نے وہ تمام کپڑے اسی روز ایک فقیر کو دے دیے۔ بعض معاندین اور معارضہ رکھنے والے لوگوں نے خود پرستی اور حسد کی بنا پر میری غیبت میں میرے اس طرز عمل پر نکتہ چینی شروع کردی اور طعنہ زنی کرنے لگے کہ آج تک نہیں ہوا ہے کہ مرشد کے خاص لباس کو دوسرے کو دے دیا جائے یہ بات کہاں سے سیکھی ہے کہ شیخ کا خرقہ سائل کو بخش دیا۔

قطعہ

اگر یابد کسی از خلعت خاص نباشد جائزش بردیگر ایثار
کہ آن لطفی بوداز جانب او نباید دادنش از دست یکبار

ترجمہ:۔ اگر کسی شخص کو خلعت خاص مل جائے تو اسے دوسرے پر ایثار کرنا جائز نہیں ہے یہ تو خلعت بخشنے والے کی طرف سے ایک لطف خاص ہے اس کو یکبار ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔

لوگوں نے یہ بات حضرت شیخ (قدس سرہ) تک پہنچادی (کہ اشرف نے عطا فرمودہ خرقہ کسی کو خیرات کردیا ہے) حضرت نے ان لوگوں کی بات سن کر فرمایا کہ فقیر کا فعل بے معنی نہیں ہوتا تم خود اس سے (اشرف سے) جاکر دریافت کرو کہ ایسا کیوں کیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس فقیر سے دریافت کیا۔ اس عاجز نے ان سے کہا کہ بنائے جامہ عین پیر ہے یا غیر پیر۔ عین پیر تو اس کو کسی طرح سمجھا ہی نہیں جاسکتا اس لیے کہ جامہ عرض ہے جو ہر نہیں ہے اس لیے وہ بہر صورت غیر ہے اور پیر کی نظر غیر پر نہیں ہوتی۔ اور مرید پیر کی صفات کا تابع ہوتا ہے۔ پس اگر میں عوارضات پر توجہ کروں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ میں نے پیر کی صفات سے اکتساب نہیں کیا ہے۔ اور جس نے پیر کی صفات سے اکتساب نہیں کیا ہے اس کو پیر سے کیا نسبت۔

مصرعہ:۔

شتان بین مُحَمَّدُ و مُحَمِّدُ

(مُحَمَّدُ اور مُحَمِّدُ کے لفظی ترجمہ میں بڑا فرق ہے)

http://Ashrafi.org

جب ہماری یہ گفتگو حضرت پیرومرشد کے سمع مبارک تک پہنچی تو بہت زیادہ تعریف فرمائی اور تحسین وآفرین کی۔ اور اس فقیر کے حق میں دعا کی کہ دولت اشرفی کا شہرہ اور شوکت شنگرفی کا آوازہ مشرق سے مغرب تک پہنچے

قطعہ

چہ فرخ ساعتی کو درحق من — برآورد ازلب خودیک دعائی
زوم ازہمت اوکوس دولت — بچرخ ہفتمین چون بادشاہی

ترجمہ:۔ سبحان اللہ وہ کیسی عمدہ ساعت تھی کہ حضرت نے میرے حق میں اپنے مبارک لبوں سے ایک دعا فرمائی ان کی دعا کی برکت سے آج میری سطوت ودولت کا نقارہ فلک ہفتم پر بجایا جارہا ہے۔

۲۔خرقہ ملمعہ

چمکیلا اور بھڑکیلا خرقہ مبتدی اگر پہن بھی لے تو اس کو کوشش کرنا چاہیئے کہ وہ اپنے نفس کا مالک بنے کہ اس کے حروف کے معانی سے خود کو موصوف بنائے اور اگر کوئی کامل اس کا استعمال کرے تو اس کو اپنی بلند ہمت سے ملک وملکوت سے گزر جانا چاہیئے کہ وہ سلوک کی ابتداء سے نہایت منزل تک پہنچنے میں ہر منزل سے فیض یاب ہوا ہے اور اس کو اس مرتبہ اور درجہ سے نصیب کامل حاصل ہوا ہے اور لمعات غیبی کی کرنیں اس پر چمکی ہیں اگر متوسط اس کو استعمال کرے تو زیادہ مناسب ہے۔ کیونکہ ابھی وہ لمعان انوار کی منزل سے نہیں گزرا۔

مثنوی

ملمعہ آن کسی درپوشد ای یار — کہ برتابد ہمہ لمعان انوار
نہ آن کو دردورنگی بودہ باشد — کہ یکرنگی بتابد اندرین کار

ترجمہ:۔ اے دوست ملمعہ وہ پہنے جو تمام لمعانِ نوار کو چمکائے نہ کہ وہ جو دورنگی میں پھنسا ہوا ہو۔ کیونکہ اس کام میں یکرنگی ہی چمکتی ہے۔

۳۔خرقہ مرقعہ

اگر مرید پیوند دار خرقہ پہنے تو اس کو اپنے دل میں یہ پختہ ارادہ کرلینا چاہیئے کہ میں نے یہ مرقعہ اس لیے پہنا ہے کہ مجھے یہ حضرت آدم وحوا علیہما السلام سے میراث میں ملا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَطَفِقَا یَخْصِفٰنِ عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ[۱] اور دونوں جنت کے پتوں سے اپنے جسم کو چھپانے لگے۔

اور اس کے حروف کے وصف سے خود کو متصف کرنا چاہیئے۔

حضرت قدوۃ الکبرا سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ جب سلوک میں باطن کا اعتبار ہے تو پھر اس ظاہری خرقہ

[۱] پ ۱۶ طٰہٰ ۱۲۱

http://Ashrafi.org

کی کیا ضرورت ہے (اس سے کیا حاصل) حضرت نے جواب میں فرمایا اس لیے پہنتے ہیں کہ عوام میں اور ان میں تمیز ہو سکے اور ان صفات سے جو اس خرقہ کے جو ہر حروف سے حاصل ہوتے ہیں اگر صوفی متصف ہے تو کل روز قیامت میں وہ اولیاء کے ساتھ ہوگا اور حضرات انبیاء علیہم السلام کی ہم نشینی اس کو نصیب ہوگی اور وہ ان ہی کے ساتھ محشور ہوگا۔ ورنہ وہ اولیا اور انبیاء کے اس لباس سے بے بہرہ رہے گا۔ صرف یہی نہیں بلکہ یہ لباس اس کی جان کا دشمن بن جائے گا۔ اشرف کہتا ہے کہ:

من لبس الخرقه فيكون مشتغلا على تغير الاخلاق ذميمة و ان لم يفعل ذالك فقد خات من لباس الانبياء والاولياء.	جس نے خرقہ پہنا پس وہ اپنے اخلاق بد کو بدلنے میں مشغول ہو جاتا ہے اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو اس نے بے شک اس نے اولیاء اور انبیاء کے لباس سے خیانت کی۔

منقول ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں ایک سیاہ پوش درویش تھا (ایک درویش سیاہ خرقہ پہنتا تھا) اور اطراف واکناف کی سیر کرتا پھرتا تھا۔ ایک دن وہ ایک جنگل سے گزر رہا تھا کہ اس کے سامنے دو سرخاب دریا کے کنارے اپنے بال و پر کھولے بیٹھے۔ تھے ناگاہ مادہ سرخاب نے دور سے اس سیاہ پوش فقیر کو دیکھ لیا کہ سامنے سے آ رہا ہے مادہ سرخاب نے اپنے نر سے کہا کہ ایک خونخوار اور ہمارا کھا جانے والا آدمی آ رہا ہے لہٰذا ہم کو اپنے بال و پر سمیٹ کر اڑ کر پانی میں چھپ جانا چاہیئے۔ نر سرخاب نے کہا کہ تو یہ ٹھیک کہتی ہے کہ آدمی ہمارا دشمن ہے لیکن تو یہ نہیں دیکھتی کہ وہ ماتمی رنگ کا لباس پہنے ہوئے ہے اس لیے میرا خیال اور ظن غالب یہ ہے کہ اس کے ہاتھ سے کسی کو ایذا نہیں پہنچے گی اس لیے کہ جو شخص ایسا لباس پہن لیتا ہے تو دوسرے کے دکھ کو وہ اپنا دکھ سمجھنے لگتا ہے لہٰذا تو بے خوف بیٹھی رہ۔ یہ دونوں جانور گفتگو کر ہی رہے تھے کہ اس سیاہ پوش فقیر نے صیّاد کی طرح ظلم کا جال بچھایا اور نر سرخاب کو پکڑ لیا۔ مادہ سرخاب نے جب اپنے نر کو گرفتار پایا تو اس کی جان پر بن گئی (کہ پرندوں میں جس قدر محبت سرخاب کے جوڑے میں ہوتی ہے کسی دوسرے میں نہیں ہوتی) اور یہ فقیر بھی یہ تماشا دیکھ چکا تھا کہ کسی جگہ سرخاب کو شکار کر کے اس کے کباب آگ پر بھون رہے تھے تو اس کی مادہ نے اس آگ میں گر کر جان دے دی تھی۔

چودر آب ہجراں فرد بردسر — چکاوک در آتش زدہ بال وپر

ترجمہ:۔ جب آب ہجراں سر سے اوپر آنے لگا تو چکاوک نے اپنے بال و پر آگ میں ڈال دیئے۔

بہر حال اس درویش نے اس سرخاب کو کھا لیا۔ مادہ سرخاب حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں جا کر فریادی ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے درویش سے پوچھا اس نے بہت سے عقلی اور شرعی دلائل پیش کئے لیکن وہ نر سرخاب کے شکار کی کوئی قابل قبول دلیل پیش نہ کر سکا۔ آخر حضرت سلیمان علیہ السلام

نے فیصلہ کیا کہ اس مقدمہ میں قصاص صرف یہ ہے کہ درویش کا یہ لباس اتار لیا جائے کہ آئندہ دوسرے لوگ اس لباس کو پہن کر دوسروں کو فریب نہ دے سکیں۔

مثنوی

اگر صورت کنی معنی طلب کن — داگرنہ خویش راازجان ادب کن

ازین معنی اگر صورت کنندش — چودیگر قاصدان رہ کم زنندش

ترجمہ:۔اگر صورت بناتا ہے تو اس کے معنی بھی پیدا کر ورنہ اپنے آپ کو ادب سے جدا کرلے، اگر اس طرح صورت کے معنی ہوں گے تو قاصد اس راہ پر کم ہی جائیں گے۔

۴۔خرقہ کبود

نیلے رنگ کا خرقہ اگر کوئی پہنے تو اس کیلئے لازم ہے کہ آسمان کی طرح ایک ساعت بھی آرام سے نہ بیٹھے اور چرخ دوار سے اگر اس کو کوئی رنج والم پہنچے تو راضی برضا رہے اور اس کا نفس مکروفریب سے آزاد رہے اور اپنی استعداد کے ظرف کو معارف کے نیلے رنگ (نیل) سے بھرلے کہ جب گونا گوں حوادث کا اس کو شکار ہونا پڑے تو اس کی یک رنگی پر حرف نہ آئے۔

فرد

این ہمہ رنگہاء پر نیرنگ

خم وحدت کند ہمہ یکرنگ

ترجمہ:۔ یہ تمام خوبصورت رنگ خم وحدت نے ایک رنگ میں ڈال دیئے ہیں۔

اسی طرح سالک کو جس لباس میں بھی تم ملبوس دیکھو سمجھ لو کہ اس کے جامہ کا رنگ سالک کی حالت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔پس مبتدی سالک کیلئے یہ بات ضروری ہے کہ وہ جس رنگ کا لباس پہنے اس رنگ سے منسوب صفات کو اپنے اندر پیدا کرے تا کہ وہ لباس اس کے لئے مناسب اور درست بن جائے۔

مثنوی

کبود آنکس کند در برکہ گردد — زہرچہ آن زیراین چرخ کبوداست

نہ رد آرد بہر رنگی کہ بیند — زخم کثرۃ ازوحدت ربود است

ترجمہ:۔نیلا رنگ وہ پہنے جوخود ہر چیز کو اس نیلے آسمان کے نیچے اسی رنگ میں دیکھے۔جو رنگ نظر آئے اس پر توجہ نہ کرے بلکہ خم کثرت میں وحدت کو دیکھے۔

۵۔خرقہ سیاہ

خرقہ سیاہ کا پہننا اس شخص کے مناسب حال ہے جس نے اپنے آپ کو بھوک پیاس سے مہذّب بنالیا ہو۔ اور آداب ریاضت ومجاہدات سے مودب بن گیا ہواور سیاہ لباس پہن کر نعش کاماتمی ہو۔ (ماتم کررہا ہے) اور عبادت کی تلوار سے تن کو قتل کردیا ہو اور تمام دنیا پر فنا کی چادر

http://Ashrafi.org

تکبیریں پڑھ چکا ہو (تمام دنیا کو ترک کر چکا ہو)

فرد

بیا تا دست ازین عالم بشویم
وجود خویش راتکبیر گویم

ترجمہ:۔اے دوست آ،تا کہ اس دنیا سے ہاتھ دھولیں اور اس پر چار تکبیریں پڑھ لیں۔

لباس کا تعلق اہل میّت سے ہے (مردے کے اعزا سیاہ لباس پہنتے ہیں) ایک درویش سیاہ لباس پہنے ہوئے تھے کسی شخص نے دریافت کیا کہ سیاہ لباس کیوں پہنا ہے انہوں نے کہا کہ میں تین گروہوں کی میت کا عزادار ہوں (ان کے ماتم میں سیاہ لباس پہنا ہے) ایک علماء کا گردہ ہے، دوسرا فقراء کا گردہ ہے اور تیسرا اُمراء کا گروہ ہے جو اصحاب عزا ہیں۔حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس سرائے فانی سے دارالقرار کی طرف تشریف لے گئے تو اپنی میراث میں یہ تین چیزیں چھوڑ گئے۔ایک علم، دوسرے فقر اور تیسرے تیغ۔علم تو علماء نے اختیار کیا اور اس کے باعث مغرور ہوگئے،علم کو جاہ وسروری کا ذریعہ بنایا اور جدل وعداوت میں مبتلا ہو گئے۔ (مناظروں میں الجھ گئے) فقر کو فقراء نے اختیار کیا اور اس کو اسباب معاش اور آلات غنا بنالیا۔تلوار مجاہدین نے سنبھال لی لیکن جہاد کا حق ادا نہ کر سکے اور وہ شریعت کے حکم پر جہاد کا فرض ادا نہیں کرتے چونکہ یہ تینوں گروہ اپنی اصل خدمت بجا نہیں لائے اس لئے وہ مردوں کی مانند ہیں اور میں نے ان ہی تینوں مردوں کے غم میں یہ سیاہ لباس پہن لیا ہے۔

مثنوی

سیاہ آنکس بپوشد از حریفان — کہ او درماتم خودشتہ باشد
این تارسیاہ ازبہر زینت — بزیر چرخ خود رارستہ باشد

ترجمہ:۔حریفوں میں سیاہ لباس وہ پہنتا ہے جو خود اپنے ماتم میں بیٹھا ہو، یہ سیاہ دھاگا زینت کیلئے نہیں ہے جو اس نے اپنے چرخے سے کاتا ہے۔

۶۔خرقہ سفید

جو سفید لباس پہنے اسکو چاہیئے کہ وہ تمام معاصی ومناہی سے تائب ہو جائے اور اپنے آنسوؤں سے دنیاوی غم کو توبہ کے صابون سے دھوڈالے (لباس کو صاف شفاف بنالے) جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **خیر الثیاب الابیض** (سفید لباس سب سے بہتر ہے) اپنے دل کے صحیفہ کو نقش اغیار اور ہوائے شرار سے پاک وصاف کرے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۱ — بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

۱ پ ۲ سورہ بقرہ ۲۲۲

http://Ashrafi.org

اہل اشارت (ارباب علم) نے اس ارشاد کے سلسلہ میں بہت کچھ کہا ہے۔ پاکیزگی کے سلسلے میں یہ ہے کہ جب تک باطنی نزاہت (پاکی) اور نظافت (ستھرائی) نہ ہوگی، اس وقت تک ظاہری پاکی کچھ کام نہیں آسکتی ہے۔ جب تک سینہ پاک وصاف نہیں ہے اس وقت تک روشنی سے کیا حاصل۔

مصرع

کزحرص جاروبی پیوستہ درین کردی

(کہ تو حرص وہوا کی جھاڑو اس میں لگاتا رہتا ہے)

ملک عراق میں یہودیوں، نصرانیوں اور مسلمانوں میں تمیز کرنے کیلئے علامت رکھی گئی ہے اس علامت سے باہم گر امتیاز ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہودی اپنے کندھے پر زرد رنگ کے کپڑے کا ایک ٹکڑا لگا لیتے ہیں، نصاریٰ ایک ٹکڑا نیلے رنگ کے کرپاس (کتان) کا اپنی پگڑی میں ٹانک لیتے ہیں تاکہ ایک دوسرے میں تمیز کی جاسکے۔

مشائخ کا لباس ان کی شخصیت اور ان کے مقام پر دلالت کرتا ہے جس طرح شاہی علم اس امر کا نشان ہوتا ہے کہ فوجی دستہ اپنی اپنی جگہ پر کھڑا ہو جائے اور لشکر اپنی جگہ پہنچ جائے۔ اگر شرط مذکور فقیر میں نہیں ہوگی تو وہ ایک ایسا اسم ہوگا جس کا کوئی مسمی نہ ہو (اس کو فقیر نہیں کہیں گے)

۷۔خرقہ ہزار میخی

اگر یہ لباس پہنے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے وجود کو مجاہدہ اور ریاضت کی ضربات سے مجروح کرے اور ہزار جرعہ زہر ناکامی کے شربت کا پیتا رہے (خود کو نامراد رکھے) اور سوزن نامرادی سے خود کو سجالے اور فقر وفاقہ !اختیار کرے

قطعہ

کسی کند بروجود ہزار میخی را که برهوائ دل خود ہزار میخ زند

بصد ہزار صلابت مراد دنیارا بچار میخ بفرعون چار میخ زند

ترجمہ:۔ وہ شخص ہزاروں پیوند والی گدڑی پہننے کا اہل ہے یا اس کو سزاوار ہے کہ وہ اپنی خواہشات کو سولی پر چڑھا دے (چار میخ کی سزا دیدے) اور ہزار سخت چوٹوں (ضربات) کے ساتھ دنیا کو اور خواہش کو اس طرح چار میخ کی سزا دے جیسے فرعون بنی اسرائیل کو دیا کرتا تھا اور ان کو چار میخ۔۔۔کرتا تھا۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا اگر چہ خرقہ سات طرح کا ہے لیکن مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ مشائخ میں سے ہر ایک شیخ نے اپنی اپنی پسند کا خرقہ اختراع وایجاد کر لیا ہے اور ان کے انواع حد شمار سے باہر ہو گئے ہیں۔ ہر چند کہ دودمان چشت وخاندان اہل بہشت میں بھی قطع پیراہن کا خرقہ اختیار کیا گیا ہے لیکن جب یہ فقیر حضرت مخدوم زادہ خواجہ قطب الدین کی خانقاہ میں پہنچا اور وہاں مجھ پر طرح طرح کی مہربانیاں کی گئیں اور خصوصی الطاف سے نوازا گیا تو وہاں مجھے وہ خرقہ پسند آیا جو شیخ احمد بن سلطان فرسنانہ سے منسوب تھا چنانچہ میں نے اسی لباس کو اپنا ملبوس بنالیا اپنے خلفاء کو بھی اسی لباس میں ملبوس کیا ہے۔ امید ہے کہ ہمارے خاندان میں یہ خرقہ مشہور ہوگا۔ جب دوسری مرتبہ

http://Ashrafi.org

حضرت قدوۃ الکبرا جونپور شہر میں تشریف لائے تو اکابر واشراف آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔نورالدین بن سید اسدالملۃ ظفر آبادی جن کا سلسلہ حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح سے ملتا ہے بھی آپ کی خدمت میں آئے اور خرقۂ تبرک کی التماس کی۔آپ نے جو خرقہ خاندان چشت کے اسلوب کا پہن رکھا تھا وہ انہیں عطا فرمایا جناب سید نور بہت بہرہ مند ہوئے آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ یہ اسلوب خرقہ ہمیں بہت پسند آیا ہے۔امید ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ الامجاد کی طفیل یہ مقبول ہوگا۔

اگر خرجی اور بالا پوش کوئی شخص پسند کرے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے وجود کا پیرہن عشق اللہ تعالیٰ سے چاک کیا ہوا رکھے شریعت اور طریقت کی پابندیوں کو ملحوظ رکھے اور قیود امر ونہی سے پاؤں باہر نہ رکھے۔اور اس بات کا اعلان کرے کہ جو کوئی مجھ سے اپنا راز کہے گا میں اس کے راز کو پوشیدہ رکھوں گا اور جو کوئی میری پشت پناہی (مدد) کا طالب ہوگا اس کی میں مدد کروں گا اور اپنے خرقہ کی آستین سے اپنے براوران طریقت کی عیب پوشی کرونگا۔سجادہ قربت کی بساط ہے کہ ہمت سے اس پر بیٹھے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے طریقت میں الحق کے معنی دریافت کئے آپ نے جواب دیا کہ الحق مخلوق سے ترک سوال اور حق کی طمع رکھنے کی شہادت ہے۔پھر میں نے دریافت کیا کہ یہ خرقہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ شہادت ہے اس امر کی کہ فقیر فاقہ میں ثابت قدم ہے۔پھر میں نے آپ سے مصلی کے معنی دریافت کئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ شہادت ہے اس امر کی کہ فقیر کو حق تعالیٰ سے وصول حاصل ہوگیا ہے۔

کلاہ۔ طریقت میں کلاہ تاجِ کرامت ہے جس کو بادشاہوں کی طرح سر پر رکھا جاتا ہے۔ کلاہ تصرف ہے مملکت تکبر اور گردن کشی پر۔

کلاہ چہارترکی:۔ اس سے یہ چار ترک مقصود ہیں:۱۔ترک معاصی ۲۔ترک مناہی۔۳۔ترک ملاہی (لہو ولعب) ۴۔ترک نواہی۔اس کے علاوہ اشارہ ہے ترک طعام، ترک کلام، ترک خواب اور عوام سے ترک صحبت کی طرف کلاہ چارترکی سے کبھی وہ چار گوشہ کلاہ بھی مقصود ہوتی ہے جس کے چاروں گوشے محیط ہوتے ہیں شریعت، طریقت، معرفت اور حقیقت پر یعنی ایک گوشہ شریعت پر، دوسرا طریقت پر، تیسرا معرفت پر اور چوتھا حقیقت پر محیط ہوتا ہے۔کلاہ کے اوپر تکمہ بھی لگایا جاتا ہے جس سے وجود واحد حق تعالیٰ کا مشاہدہ مراد ہوتا ہے۔

دستار:۔ سر پر اس طرح دستار باندھنا جس طرح مشائخ چشت باندھتے تھے اس طرح ہے کہ سات پیچ (لپیٹ) کی ہو اور ہر کور (لپیٹ) میں بل ہوں جس سے اشارہ اس طرف ہے کہ سر کو ماسوا حق تعالیٰ سے موڑ لیا ہے سات پیچ سے کم اور زیادہ کی دستار بھی باندھی گئی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مروی ہے کہ آپؐ نے کبھی تو بہت لمبی دستار باندھی ہے اور کبھی بہت کم لمبی اور کبھی نہ زیادہ طویل اور نہ زیادہ کم (میانہ)

http://Ashrafi.org

جس سے یہ تینوں صورتیں مفہوم ہوتی ہیں۔
منقول ہے کہ حضرت سلطان المشائخ (نظام الدین اولیاء) سات لپیٹ کا عمامہ باندھا کرتے تھے۔ایک روز محفل سماع میں بے خود ہوگئے (وجد میں آ گئے) حالت وجد میں عمامہ کی ایک لپیٹ کھل گئی آپ فوراً ہوش میں آگئے اور اس لپیٹ کو دوبارہ باندھ لیا پھر سماع میں مشغول ہوگئے جب سماع کی کیفیت ختم ہوئی تو آپ نے استفسار پر فرمایا کہ میری دستار کا ہر کورہ ایک اقلیم سے منسوب ہے اور ہر اقلیم کا قیام اس کورہ (لپیٹ) سے مربوط ہے اگر میں اپنی اس کھلی ہوئی کورہ (لپیٹ) کو نہ باندھتا تو احتمال تھا کہ اس سے مربوط اقلیم درہم برہم ہوجاتی

قطعہ

بصورت گرنہی دستار برسر — معانی کورۂ دستار دست آر
کہ از ہرکورۂ دستار ایشان — سرشاہان ہفت اقلیم بشمار

ترجمہ:۔جس صورت میں تو نے دستار سر پر باندھی ہے اس صورت میں دستار کی لپیٹ کے معانی سمجھ لے کہ ان کی دستار کی ہر لپیٹ کے ساتھ ہفت اقلیم کے بہت سے بادشاہوں کے سر تو شمار کر سکتا ہے۔
دستار کے دونوں سرے باہر نکالنا بعض مشائخ کا طریقہ رہا ہے۔دستار کے ایک سر سے کا شملہ بنانا مشائخ چشت کی سنت ہے اور دونوں سروں کا باہر رکھنا اس میں دوستوں کے لئے یہ اشارہ موجود ہے کہ رشتۂ محبت کے دو سر ہیں۔ایک سر کا تعلق عاشق سے اور دوسرے کا تعلق معشوق سے ہے یا اس سے مراد ہے کہ ان دوسروں سے ظاہر و باطن کے رشتوں کو قید کر لیا ہے۔حاجت انسانی (بول و براز) اور وضو کے وقت ان سروں کو شملہ کیا جا سکتا ہے (دستار کے سر کو لپیٹ میں پیوست کر لینا) علماء فش کو سر کے پیچھے ڈال دیتے ہیں (فش یعنی شملہ) جس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ علوم شریعت کو حاصل کر لیا ہے اور اسباب دنیا کو پس پشت ڈال دیا ہے اور خود کو حق کے کاموں میں مشغول کر دیا ہے لیکن مشائخ کرام شملہ پس پشت نہیں رکھتے بلکہ بل دے کر سامنے رکھتے ہیں جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ابھی کام در پیش ہے (تکمیل کار باقی ہے) دیکھئے کیا سامنے آتا ہے۔دوسرے یہ کہ یہ حضرات خود کو مردہ خیال کرتے ہیں اور میت (مردے) کا شملہ سامنے رکھا جاتا ہے۔
مشائخ چشت دستار اس طرح باندھتے ہیں کہ دونوں کان بندش میں آجاتے ہیں۔مشائخ سہر وردیہ بایاں کان ڈھانپ لیتے ہیں جو اشارہ ہوتا ہے اس بات کا کہ وہ لوگوں کے عیوب و نقائص نہیں سنیں گے۔وہ دایاں کان کھلا رکھتے ہیں تا کہ نصائح و مواعظ کو گوش ہوش سے سنیں۔مشائخ چشت رحمہم اللہ تعالیٰ دستار سے دونوں کان چھپا لیتے ہیں کہ نہ وہ حق سنیں اور نہ باطل سنیں جو حق کے مقابلہ میں ہے اور اصلاً اس کا کوئی وجود نہیں ہے جو کچھ ہے وہ حق ہے ہر باطل سے انکار نہ کرو کہ بعض باطل ظاہر میں آتے ہیں۔
خرقہ:۔حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ اکابر روزگار اور مشائخ نامدار نے پانچ قسم کے خرقے پہننا بیان کیا ہے۔طریقت میں جو خرقہ پہنا جاتا ہے وہ پانچ قسم کا ہوتا ہے۔منجملہ ان کے سب سے پہلے خرقۂ ارادت ہے جو بیعت

http://Ashrafi.org

کے روز شیخ اپنے مرید کو عطا فرماتا ہے اور اس کو توبہ کی تلقین کرتا ہے اور صلاح وتقویٰ کے لباس سے آراستہ کرتا ہے۔ دوم خرقۂ محبت ہے کہ پیرارادت کے بعد مرید کو جامہ یا خرقہ دیتا ہے یا یہ صورت ہوتی ہے کہ دو درویش بہمدیگر بطور رفاقت عرصہ دراز تک ایک ساتھ رہے ہوں۔ جب ان دونوں میں جدائی واقع ہوتی ہے تو ایک دوسرے کو خرقۂ محبت پیش کرتا ہے جس طرح حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بہ شاہ مدار حضرت قدوۃ الکبرا کے ساتھ کئی سال تک سفر میں ساتھ ساتھ رہے اور ایک دوسرے کے ساتھ سفر وحضر میں زندگی بسر کی جب سرزمین روم سے حضرت شیخ بدیع الدین (شاہ مدار) سرزمین اودھ کی طرف واپس ہوئے تو حضرت شاہ مدار نے قدوۃ الکبرا کے ہاتھ سے خرقۂ محبت پہنا اور ایک دوسرے سے جدا ہونے کے باعث دونوں حضرات بہت روئے۔

قطعہ

چو پردین یکدگر بودیم یکجا بچرخ دوستی درمرز انباس
زباہم چون نبات النعش دیگر فتادیم ای فلک فریاد ازیاس

ترجمہ:۔ پروین کی طرح دونوں یکجا تھے اور اس فلک دوستی کے نیچے وہ لوگوں سے ایک پناہ گاہ میں تھے۔ اور اب صورت یہ ہے کہ نبات النعش (قطب کے قریب سات ستارون کا جھرمٹ) کی طرح بام دوستی سے گر کر ایک دوسرے سے جدا ہوگئے اے فلک فریاد ہے اس ناامیدی سے۔

تیسری قسم کا خرقہ، خرقہ، تبرک ہے کہ ایک دوسرے (بزرگ) کو اس کے عقیدے کے اقتضا کے طور پر دیا جاتا ہے جیسا درویش صالح سمرقندی کا معاملہ ہے کہ وہ حضرت شیخ علاوالدین سمنانی کے دربار سے وابستہ بلند پایہ مرید تھے ایک مدت دراز تک حضرت قدوۃ الکبرا کے ساتھ خلوص واتحاد کے راستے پر گامزن رہے۔ جب یہ حضرت شیخ سماءالدین کی خانقاہ واقعہ ردولی سے سمنان کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت قدوۃ الکبرا نے خرقہ تبرکسان کو عطا فرمایا۔ شیخ مذکور کا اپنے شیخ سے عقیدت کا معاملہ اور ان کے جذبۂ مرایقت کے آثار اس مرتبہ کو پہنچ گئے تھے کہ کسی مرید اور کسی طالب طریقت سے ان کا فرق کرنا ممکن نہیں تھا۔

بیت

دو مغزی بودہ اند باہم چو بادام درایشان فرق نہ جز پوست بادام

ترجمہ:۔ گویا یہ دونوں باہم محبت واتحاد میں ایک بادام میں دو مغز (گری) کی طرح تھے ان دونوں میں سوائے پوست بادام کے اور کوئی فرق نہیں۔

خرقہ نوع چہارم، خرقۂ صحبت ہے کہ ایک شیخ جب اپنی زندگی میں اپنے کسی مرید کو دیکھتا ہے کہ اس کی ہمت کا ہما بلند پر واز واقع ہوا ہے تو اس کو وہ کسی دوسرے شیخ کے حوالے کردیتا ہے جن کا حال اس سے اعلیٰ تر ہے تو وہ اس کو دوسرے شیخ کی خدمت یں جانے کی اجازت دے دیتا ہے تاکہ وہ ضائع نہ ہو۔ یہ رخصت بعض مشائخ کی صورت روحانیہ سے بھی کبھی کبھی واقع ہوتی ہے کہ عالم معاملہ میں یاخواب میں وہ جس شیخ کی خدمت میں بھیجنا مقصود

http://Ashrafi.org

ہوتا ہے ان کی طرف اشارہ کر دیتا ہے تا کہ ان کی خدمت میں پہنچ کر مزید تربیت حاصل کرے

مثنوی

ہرکہ باشد دررہ حق راہبر — رہ نماید تاکہ خود کردہ سفر
چون رساند ہمرہ خودرا بجائ — کش بود حاصل نزپیر رہنمائی
پس بگوید اور بدیگر رہنمائی — گفت ازینجا پیشتر تو رہنمائی

ترجمہ:۔ جو کوئی راہ حق میں رہنمائی کا فرض ادا کرتا ہے وہ اس کو وہ راستہ دکھاتا ہے جس پر اس نے خود سفر کیا ہے جب وہ اپنے ہمراہی کو اس مقام پر پہنچا دیتا ہے جس پر اپنے رہنما کے عمل سے عمل کر کے پہنچا ہے تو وہ دوسرے رہنما سے (جس کے سپرد ہمراہی کو کر رکھا ہے) کہتا ہے کہ اب یہاں سے آپ اس کی رہنمائی کیجئے۔

پانچواں خرقہ، خرقہ حقیقی ہے کہ شیخ سلسلہ اپنے لطف عام سے اپنے مرید خاص کو اس کے حصول کی طرف راغب کرتا ہے اور وہ خرقہ اس کو عطا کر کے اس کے واردات طریقت مواقع اور حوادث سلوک کا کفیل بن جاتا ہے۔ یہ شیخ و مرید کے درمیان ایک معاملت ہے کہ ضروری نہیں کہ ہر ایک کو اس کی خبر ہو بعض مشائخ علماء و صلحا کی جماعت کے سامنے اس منصب بلند اور شرف ارجمند کو سعادت مند مرید کے سپرد کر دیتے ہیں اور بعض کسی کو مطلع کرنا ضروری نہیں سمجھتے) اس خرقہ کی دولت کا حصول اور اس شوکت کا وصول بہت زیادہ محنت اور بہت تکلیف اٹھانے کے بعد ممکن ہوتا ہے۔

مثنوی

بسی باید دویدن درپی این کار — کہ بنماید رخ مقصود دلدار
کسی کز سرنہ پوید راہ داور — نپوشد خلعت خورشید خادر

ترجمہ:۔ اس امر خطیر کے حصول کیلئے بہت تگ و دو کرنا پڑتی ہے تب کہیں دلدار کے رخِ مقصود کا نظارہ ہوتا ہے جو کوئی سر کے بل اس راہ کو طے نہیں کرتا وہ اس خلعت کو نہیں پہن سکتا جو مرتبہ میں خورشیدِ خاوری کی طرح بلند ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ پیروں کی مہربانی اپنے مریدوں پر اور مرشد کی کرم گستری رشد و ہدایت کے طالبوں پر اس درجہ ہوتی ہے کہ زبان خامہ اس کی شرح سے عاجز ہے ان حضرات کی مہربانی اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتی ہے کہ اپنی طویل، عمر جاودانی کا محصول (حاصل کردہ سرمایہ) اور تمام زندگی کی پونجی اپنے مرید کو پلک جھپکاتے بخش دیتے ہیں۔

بیت

زشکری کہ آن نعمت افزون بود
دلی نعمت پیش ازین چون بود

http://Ashrafi.org

ترجمہ:۔شکر ہے کہ وہ نعمت زیادہ تھی لیکن اس سے بڑھ کر کیا نعمت ہوسکتی ہے۔

کوئی نعمت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے کہ ایک روزہ مصاحب کو اپنی سو سال کی کمائی ہوئی نقدی عطا کرتے ہیں۔

مثنوی

چہ گویم وصف آن پاکیزہ گوہر   کہ از یک کف دہد دریائ گوہر

زدیگر کف ہمہ کون ومکانرا   بہ بخشد ہرکہ را خواھد مانرا

ترجمہ:۔میں اس پاکیزہ گوہر ہستی کا وصف کیا بیان کروں کہ مرشد ایک ہاتھ سے دریائے گوہر عطا کر دیتا ہے اور دوسرے ہاتھ سے تمام کون ومکان کا سرمایہ اس کو بخش دیتا ہے اور جسے امان کی طلب ہو وہ دیتا ہے

حضرت شیخ ابوالعباس قصاب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ واقعہ منقول ہے کہ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر ایک سال تک حضرت شیخ ابوالعباس کی خانقاہ میں مقیم رہے منقول ہے کہ صوفیوں کے جماعت خانہ میں حضرت شیخ ابوالعباس کی ایک مخصوص جگہ تھی وہ اکتالیس سال تک اسی ایک جگہ پر مقیم رہے۔صوفیوں کی جماعت میں سے اگر کوئی صوفی رات میں نفلی نماز زیادہ پڑھتا تو شیخ ابوالعباس فرماتے کہ اے فرزند! سوجاؤ کہ پیر جو کچھ کرتا ہے وہ تمہارے ہی لئے کرتا ہے کہ اس کو اس عمل کی نہ تو کوئی ضرورت ہے اور نہ حاجت ہے۔اس ایک سال کی مدت میں حضرت ابوالعباس قدس سرہٗ نے حضرت ابوسعید (ابوالخیر) سے کسی رات یہ نہیں فرمایا کہ اے فرزند تم سوجاؤ اور یہ نفلی نماز مت پڑھو جیسا کہ وہ دوسرے مریدوں سے کہا کرتے تھے۔شیخ ابوالعباس قدس سرہ نے شیخ ابوسعید کو اپنے قریب سونے کی جگہ دیدی تھی (شیخ ابوسعید کی خوابگاہ شیخ ابوالعباس کی خوابگاہ کے برابر تھی) ایک رات شیخ ابوالعباس قدس سرہ خانقاہ سے باہر تشریف لائے انہوں نے فصد کھلوائی تھی رگ کا منہ کھل گیا تھا شیخ ابوسعید کو اس حال کی خبر تھی وہ اسی وقت اپنی چادر اور جامہ لے کر شیخ ابوالعباس قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔شیخ کے اس ہاتھ کو باندھا جس کی رگ کھل گئی تھی،ان کا ہاتھ دھویا ان کے کپڑے جو خون سے تر تھے اتارے اور اپنے کپڑے ان کو پیش کئے۔شیخ ابوالعباس نے ان کے کپڑے پہن لئے۔شیخ ابوسعید نے شیخ ابوالعباس کے کپڑے دھوئے اور ان کو الگنی پر سوکھنے کے لئے ڈال دیا خود نماز پڑھنے میں مصروف ہوگئے وہ کپڑے رات بھر میں خشک ہوگئے۔شیخ ابوسعید ان کپڑوں کو لپیٹ کر شیخ کی خدمت میں لائے شیخ نے اشارہ کیا کہ تم ان کپڑوں کو پہن لو شیخ ابوسعید نے حسب الحکم حضرت ابوالعباس کے کپڑے پہن لئے اور اپنے گوشۂ عبادت میں چلے گئے۔جب صبح ہوئی تو لوگ سوکر اٹھے اور شیخ ابوالعباس کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ شیخ ابوالعباس قدس سرہ شیخ ابوسعید کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور شیخ ابوالعباس کا لباس شیخ ابوسعید کے جسم پر ہے سب لوگ حیران رہ گئے۔ان کی حیرانی دیکھ کر شیخ ابوالعباس قدس سرہٗ نے فرمایا کہ کل رات نچھاوریں لٹائی گئیں ہیں تمام نچھاوریں شہر مہنہ کے اس جوان (ابوسعید) کے حصّے میں آگئیں اس کو مبارک ہوں۔

مثنوی

نباشد خلعت درویش دربر | کہ نبود نعمتی درجامہ مضمر
کسی کین خلعتی در برکشیدہ | زجیب آن قرطق عرشی دریدہ

ترجمہ: درویش کے جسم پر ایسی خلعت (خرقہ) نہیں ہوتی کہ جس میں کوئی نہ کوئی نعمت پوشیدہ و پنہان نہ ہو۔ جس کسی نے یہ خلعت (خرقہ) پہن لی اس کی عظمت کے سامنے (دنیاوی) عزت وجاہ کا دامن پارہ پارہ ہوجاتا ہے۔

اوّل وآخراور اوسطاً تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔

http://Ashrafi.org